۷۸۶

اعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات آیت ۱۳، پ۲۶)

بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (کنزالایمان)

عطائے مخدوم اشرف عالم ربانی حضرت علامہ ومولانا

محمد امام الدین قادری مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان

اربابِ علم ودانش کی نظر میں

جمع وترتیب

محمد فرید الدین مصباحی

ناشر

نوری لائبریری

نوری مسجد، نوری گلی، بسکھاری، امبیڈکر نگر

نام کتاب	:	عالم ربانی مولانا محمد امام الدین قادری: اربابِ علم ودانش کی نظر میں
مشیر وصلاح کار	:	مفتی توفیق احسن برکاتی: استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور
جمع وترتیب	:	محمد فرید الدین مصباحی
نظرِ ثانی	:	محمد شہاب الدین نوری متعلّم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ
ناشر	:	نوری لائبریری، نوری مسجد، نوری گلی، بسکھاری امبیڈکر نگر
سن اشاعت	:	۲۰۲۰ء
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	توفیق الزماں 9839396326
قیمت	:	

ملنے کے پتے

نوری لائبریری، نوری مسجد، نوری گلی، بسکھاری، امبیڈکر نگر

صابری بک ڈپو، درگاہ شریف، امبیڈکر نگر

بفیض روحانی

تارک السلطنت، غوث العالم، قدوۃ الکبریٰ، محبوب یزدانی

سید اوحد الدین مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی

علیہ الرحمۃ والرضوان

شرف انتساب

شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنّت

حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ

اور

استاذ العلماء، قطب الارشاد، جلالۃ العلم، ابو الفیض، حضور حافظ ملت

علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ

بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ المصطفیٰ

آئینہ ولایت

تاثر گرامی

حضرت مولانا محمد امام الدین قادری علیہ الرحمہ میری نظر میں

(از: فخر المشائخ، پیر طریقت حضرت مولانا سید شاہ فخر الدین اشرف اشرفی الجیلانی
مدظلہٗ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ)

باسمہٖ تقدس و بحمدہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الاعلیٰ

ولایت اور ولی کے بارے میں ہزاروں کتابیں اب تک لکھی جا چکی ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ولی کی پہچان کیا ہے اور ولی کا مقام و مرتبہ کیا ہے اس لئے اس پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ولایت کسی خاص خاندان کے لئے مخصوص نہیں ہے یہ عطائے ربی ہے کسبی نہیں ہے بلکہ اللہ کی مرضی پر مبنی ہے جسے چاہے منصبِ ولایت پر فائز فرمادے۔

بغیر اللہ کی مرضی و حکم کے ایک ذرّہ بھی حرکت نہیں کرسکتا۔

ہندوستان میں بزرگوں کی ایک لمبی فہرست ہے جن کا فیضان آج بھی جاری و ساری ہے اور ان کا آستانہ مرجعِ خلائق ہے انھیں بزرگوں کے فیضان سے ہندوستان میں اسلام کا پرچم ہر سو لہرا رہا ہے۔ اور ان سے نسبت رکھنے والے کچھ ایسے لوگ ہیں جو مکمل طریقے پر شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت کے نمونہ ہیں جن کا ہر فعل شریعت

کے مطابق ہوتا ہے جس کی بنیاد پر ان کے ظاہر و باطن میں امتیاز کرنا مشکل ہے وہ ہمہ وقت یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ جب تک وہ تجارت میں مصروف رہتے ہیں اس وقت بھی ان کی زبان پر اللہ کی حمد وثنا جاری رہتی ہے۔ جس کی عکاسی کسی شاعر نے اپنے الفاظ میں یوں کیا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ولایت اور تصوف کی اس طویل فہرست میں قطبِ بسکھاری حضرت مولانا الحاج امام الدین قادری مصباحی رحمۃ اللہ علیہ خطیب و امام اشرفی جامع مسجد بسکھاری شریف کا نام نامی اگر جوڑا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ کیوں کہ سرکار دو عالم ﷺ کا کرمِ خاص اپنے عاشقین اور صادقین پر ہے۔

مولانا قادری علیہ الرحمہ کی زندگی پر لکھنے کے لئے جو کچھ میرے مشاہدے میں ہے اگر اُسے بیان کرنا شروع کروں تو اس کے لئے کافی وقت درکار ہوگا۔

مختصراً یہ کہ حضرت مولانا الحاج محمد امام الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ محبوبانِ خدا اور صلحائے امت کے بڑے ادب شناس تھے طبیعتاً قناعت پسند اور نرم اخلاق اور مہمان نواز تھے۔ جید عالم، صوفیٔ باصفا اور متصلب فی الدین تھے۔ سنیت کی تبلیغ و اشاعت میں کلیدی کردار اور اہم رول ادا کیا۔ اسلامی تعلیمات و سنّتِ نبوی ﷺ کو عام سے عام تر کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔

مولانا قادری علیہ الرحمہ سے میں نے تقریباً ایک سال تک فارسی وعربی کی بہت سی کتابوں کا درس حاصل کیا آپ خود میرے گھر آ کر درس دیا کرتے تھے۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل انھیں غریقِ رحمت فرما کر بلندی درجات عطا فرمائے آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆

نمونۂ جامعیت

ایک جامع الصفات شخصیت

(از: پیر طریقت حضرت مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری قادری صاحب زادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی)

(مونیاں شریف، گجرات، پاکستان)

دیر سے بیٹھا ہوں ہاتھوں میں لئے اپنے قلم
کیا لکھوں، کیسے لکھوں، دل پر ہے طاری شامِ غم

آہ! اس غم ناک خبر نے مزید غم ناک کر دیا کہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی کے ایک عظیم فرزند حضرت علامہ ومولانا محمد امام الدین قادری مصباحی بھی ہمیں داغِ مفارقت دے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا محمد امام الدین قادری بسکھاری مصباحی علیہ الرحمہ ایک ایمان دار تاجر، عالم باعمل نہایت محنتی مدرس، بے مثال خطیب اور صاحبِ طرز مصنف تھے۔ علاقہ بھر کے لوگ مسائلِ قضا کے سلسلے میں آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ نوری مسجد اور اشرفی جامع مسجد بسکھاری شریف میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں آپ کا کردار نہایت نمایاں رہا، فرقہ وہابیت کے رد میں آپ نے قلم اٹھایا اور ''وہابی دھرم کی حقیقت'' کے عنوان سے آپ کا تحریری کام سامنے آیا۔ اسی طرح آپ نے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کی حسین یادوں کو ترتیب دیا۔ اپنی آپ بیتی کو بھی صفحہ قرطاس پر لایا اور '' حافظ ملّت کا

فیضان نظر“ کا نام دیا۔

المختصر آپ ایک جامع صفات شخصیت کے مالک تھے۔آپ کی اچانک وفات حسرت آیات سے نہ صرف الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے بلکہ ساری دنیائے اہل سنّت ایک عظیم عالم دین، مدرس، خطیب اور مصنف سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل کے ہمارے اس ممدوح کی بخشش فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے تمام پسماندگان بالخصوص ان کے صاحبزادگان اور داماد مفتی بدر عالم مصباحی زید مجدہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

قطعہ تاریخ رحلت

عالی جاہ حضرت امام الدین قادری

زاہد ذی احترام امام الدین قادری مصباحی (۲۰۲۰ء)

حضرت امام الدین کا جانا جہان سے
دنیائے دین کے لئے وجہِ ملال ہے
ہاتف سے میں نے پوچھا تو آئی ندا عروسؔ
”**روشن صفات قادری**“ سالِ وصال ہے

۱۴۴۲ھ

☆☆☆

نقوشِ حیات

مولانا محمد امام الدین قادری علیہ الرحمہ کی حیات کے تابندہ نقوش

حضرت مفتی بدر عالم مصباحی

استاذ: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

کہتے ہیں بچوں کے نام اچھا رکھنا چاہئے ناموں پر شخصیت کا بڑا اثر پڑتا ہے۔ کلمہ پڑھنا اور داخلِ اسلام ہونا بہت آسان ہے لیکن کلمہ طیبہ کے لوازم برتنا بڑی آزمائشوں کا سامنا کرنا ہے۔ مذہب اسلام کا کلمہ طیبہ بظاہر ذات وصفات الوہیت کے لئے وحدہ لاشریک کے وجود وحدانیت اور محمد عربی روحی فداہ کی رسالت ونبوت کے اعتراف واقرار کا نام ہے، تصدیقِ قلبی وتصدیقِ لسانی ہی کا نام ایمان ہے۔لیکن اس تصدیقِ قلبی ولسانی کے بعد زندگی کے ہر زاویے کو اسلامیات کے رنگ میں رنگ دینے کی خوب صورت کوشش بہت مشکل امر ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں کلمہ طیبہ کے لوازم کی رعایت کمالِ ایمان کی شاہ راہ ہے کمالِ ایمان کی شاہ راہ پر چلنے کے لئے معلم کائنات محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو ہمہ وقت پیش نظر رکھنا ہوگا۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد میں نے حضرت مولانا محمد امام الدین قادری مصباحی رحمۃ اللہ علیہ کو کیسا دیکھا، کیسا پایا اور میں نے ہی نہیں جو بھی ان کے قریب خواہ تھوڑی دیر کے لئے گیا یا ان کے ساتھ طویل وقت گزارا، سب کو برملا کہنا ہوگا کہ مولانا قادری

نے اپنی ذات، اور اپنے شب و روز کو کمالِ ایمان کی شاہ راہ پر گامزن رکھا، پوری زندگی مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی سنتِ کریمہ پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتے رہے۔

ہندوستان کی مشہور درسگاہ، دارالعلوم اشرفیہ کے قدیم فارغین سے تھے اور بعدِ فراغت حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے مشورہ پر جامعہ عربیہ اظہار العلوم نیا بازار جہانگیر گنج میں کچھ دنوں تک درس نظامی کی تدریس کے فرائض انجام دیئے اور پھر وطن مالوف بسکھاری شریف میں کپڑے کی دوکان کا افتتاح کیا اور اپنے برادران کے ساتھ کپڑے کی تجارت میں لگ گئے۔

کپڑے کی تجارت میں اسلامی رنگ: بھائیوں کے درمیان سب سے پہلی بات یہ رکھی کہ دوکان داری میں جھوٹ سے مکمل پرہیز لازم ہوگا۔ کسی بھی گاہک اور کسٹمر سے جھوٹ نہیں بولنا ہوگا، دوسری بات یہ رکھی کہ کسٹمر سے ایک دام بتانا ہوگا۔ اذان ہوجانے کے بعد مسجد کے لئے فوراً چل دینا ہوگا۔

بحمدہٖ تعالیٰ میں نے جب بھی دیکھا تو انھیں ایسا ہی پایا، اذان ہوئی تو اب فوراً مسجد کے لئے روانہ، دوکان پر کپڑا خریدنے والے ہجوم لگائے ہیں لیکن مولانا کو یہ ہرگز پرواہ نہیں کہ کہیں دوسری دوکان پر نہ چلے جائیں۔ اور نماز کے لئے مسجد پہنچے تو سب سے پہلے مسواک کرنے کی سنت پھر پورے اطمینان وسکون کے ساتھ وضو پھر سنتِ قبلیہ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ، ہرگز کسی طرح کی جلد بازی اور عجلت نہیں اس کے بعد فرض نماز کی امامت کی ذمہ داری بھی نہایت متانت ووقار اور غایت درجہ خشوع وخضوع کے ساتھ پھر بعدِ فراغِ فرض ”سنن ونوافل کی ادائیگی میں بھی کوئی کمی

نہیں، مزید حسبِ معمول وظائف پر بھی پابندی کے ساتھ کاربند تھے۔

اخلاقی رواداری: اخلاقی رواداری بھی بہت معیاری اور بلند رکھتے نہایت پر تپاک انداز میں سلام یا سلام کا جواب پھر خوبصورت طریقہ پر مزاج پرسی، بے جا تبصرہ سے بہت دور اپنے سامنے کسی کی شکایت، شکوہ پر خوب صورتی سے دل جوئی اور حسنِ ظن کا درس دیتے اور صبر وشکر کی تلقین کرتے۔ اپنے قدیم معمول کے مطابق ضیافت کا اہتمام بھی کرتے اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتے۔ اہتمامِ ضیافت میں امیر، غریب، اقارب اور غیر اقارب کا فرق بہت کم کرتے ہاں علماء وصالحین کے لئے کچھ معیار بلند رکھتے، سادات کا غایت درجہ احترام کرتے، ان کی شکایت سننا ہرگز پسند نہیں کرتے بلکہ خوبصورت توجیہ وتاویل کرتے۔ حدتو یہ ہے کہ ان کے بھائیوں، بھتیجوں اور خود ان کی اولاد بھی ایک دوسرے کی اگر اُن سے شکایت کرتے تو اس وقت بھی خوبصورت اور اطمینان بخش توجیہ وتاویل اور حسنِ ظن کا درس بھی دیتے۔

تصلّب فی الدین: مذہب اہل سنّت معروف بہ ”مسلک اعلیٰ حضرت“ پر سختی سے کاربند تھے اہل سنّت والجماعت کے موقف کے خلاف قطعی برداشت نہیں کرتے، عقائدِ اہلِ سنّت میں تو اپنے بھائی، بہنوئی، رشتہ داروں سے کبھی سمجھوتہ نہ کیا بلکہ بعض سے تو رشتہ داری ہی ختم کردی، معمولاتِ اہل سنّت و مراسمِ اہل سنّت کی بھی پوری رعایت فرماتے اور حتی الامکان پوری اسلامی رکھ رکھاؤ کے ساتھ اہتمام کرتے۔ بچے بچیوں کی شادیوں میں رشتہ منتخب کرتے وقت بڑی گہرائی کے ساتھ عقائد کا پتہ لگاتے، ذرہ برابر بھی شبہہ ظاہر ہوتا تو فوراً منع کردیتے۔ رشتے منتخب کرنے میں بھی تصلّب فی الدین کو بنیاد بناتے، شادیوں میں غیر شرعی حرکات ہرگز پسند نہیں کرتے۔ محرم اور غیر

محرم کے اختلاط کوشادیوں میں بھی سختی سے روکنے کی کوشش کرتے۔

انفاق فی سبیل اللہ: حضرت مولانا قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے خاندانی اعتبار سے خوش حال زندگی سے نوازا تھا، والد ماجد الحاج حافظ محمد اسماعیل مرحوم بھی تجارت سے وابستہ رہے۔

حضرت مولانا کے میدانِ تجارت میں آنے کے بعد مزید ترقی ہوئی، امبیڈکرنگر کے پورے علاقہ بالخصوص مضافات بسکھاری، وکچھوچھہ میں مولانا کی ذات دین کی راہ میں خرچ کرنے کے حوالے سے بہت مشہور تھی، علاقہ کے ہر چھوٹے بڑے مدارس میں مولانا کو بڑے حوصلے سے لوگ مدعو کرتے، اس امید پر کہ مولانا تشریف لائیں گے تو مدرسہ کا مالی تعاون اچھا ہوجائے گا جس بھی مدرسہ کے جلسہ میں تشریف لے جاتے عموماً یہ اعلان کردیتے یا کروادیتے کہ آپ لوگ اپنے ادارہ کا بڑھ چڑھ کر تعاون کریں جتنا آپ سب لوگ مل کر دیں گے اتنا میں تنہا پیش کروں گا۔

رمضان شریف میں مسلسل فقراء، مساکین اور حاجت مندوں میں کپڑے تقسیم کرنے کا معمول تھا۔ دینی کتابوں کی اشاعت پر بہت خوش ہوتے، اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ کے رسائل سے بہت دل چسپی رکھتے کوئی چھاپنے چھپوانے کی بات کرتا تو اپنی چاہت سے تعاون کی پیش کش کرتے۔ اس دل چسپی کے نتیجہ میں نوری لائبریری کا قیام بھی فرمایا جہاں سے لوگوں کو دینی کتابوں کے مطالعہ کا شوق دلاتے اور کتابیں اور پوسٹر پمفلٹ وغیرہ جاری فرماتے، موقع بہ موقع دینی مفید رسائل فری تقسم کرتے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر: حضرت مولانا ایک مخلص داعیِ

اسلام اور مبلغِ اہل سنّت تھے علاقہ کی ہر چھوٹی بڑی دینی محفل میں تشریف لے جاتے اور منکراتِ شرعیہ سے بچانا اور نیکیاں کرنے کی ترغیب، ان کے بیانات کا حاصل ہوتا۔ دوکان پر بھی خریداروں کو دین کی باتیں بتانا اور غیر شرعی امور سے پرہیز کرنے کی تلقین، ان کے مشن کا ایک حصہ تھا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بے خوف لومۃ لائم ان کی فطرت میں تھا۔ بدمذہبیت سے لوگوں میں نفرت پیدا کرنا اور مذہب اہل سنّت مسلک اعلیٰ حضرت سے لوگوں کو قریب کرنا ان کا خوب صورت مشغلہ تھا۔ حاصل یہ کہ برّ (نیکی) وتقویٰ کو انھوں نے اپنی حیات کا قیمتی سرمایہ بنا رکھا تھا۔ حضرت مولانا قادری جہاں ایک طرف پنجگانہ فرائض میں تکبیر تحریمہ کے پابند تھے وہیں سنن ونوافل میں بھی کوئی کسر باقی نہیں رکھتے، خیرات وصدقات میں بھی پیچھے نہیں رہتے اور اسی طرح منکراتِ شرعیہ کبائر بلکہ صغائر سے بھی بچنا ان کی عادت بن چکا تھا اور اسی کا نام تقویٰ ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو مولانا قادری علیہ الرحمہ کی طرح زندگی گزارنے کی توفیقات عطا فرمائے۔

☆☆☆

کسی کا محتاج نہ ہو

یا حَکَمُ جو پانچوں وقت ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرے کسی کا محتاج نہ ہوگا۔ انشاء اللہ عزوجل (مدنی پنج سورہ ص:۲۵۰)

خدمت اہل سنّت

عالم ربانی حضرت مولانا محمد امام الدین قادری مصباحی علیہ الرحمہ اور فروغِ سنّیت

مولانا دستگیر عالم مصباحی
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے ”کُلُّ مَنۡ عَلَیۡہَا فَانٍ“ جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اس ارشاد ربانی کے مطابق جو بھی اس دنیا میں آنکھیں کھولتا ہے وہ اپنی مقررہ عمر پوری کرکے ایک دن آنکھیں بند کرلیتا ہے اور لوگوں کے درمیان سے رخصت ہوجاتا ہے ان جانے والوں میں تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں، **ایک** وہ جنھیں چلے جانے کے بعد لوگ بھول جاتے ہیں ان کا کوئی تذکرہ نہیں ہوتا، **دوسرے** وہ جنھیں لوگ یاد تو کرتے ہیں مگر برائی اور نفرت ساتھ، کیوں کہ ان کا وجود خلقِ خدا کے لیے باعثِ زحمت رہا ہوتا ہے لوگ ان کی ایذارسانیوں سے تنگ رہے ہوتے ہیں۔ **تیسرے** وہ بندگانِ خدا جنھیں ان کی دینی و دنیاوی خدمات کی وجہ سے لوگ ہمیشہ یادرکھتے ہیں جب تک وہ اس دنیا میں رہے اوروں کے لئے باعثِ رحمت رہے لوگوں کی دینی و دنیاوی ضرورتیں ان سے وابستہ رہیں اور بعدِ وفات بھی ان کے روحانی فیوض وبرکات سے بہرہ ور ہوتے رہتے ہیں۔

انھیں قدسی صفات حضرات میں ایک نمایاں نام عالم ربانی، حامی سنّیت صاحبِ زہد وتقویٰ، سراپا صدق وصفا حضرت مولانا محمد امام الدین قادری مصباحی

نوری علیہ الرحمہ (متوفیٰ ۱۳؍محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۲؍ستمبر ۲۰۲۰ء) کا ہے، آپ کے اپنے علم وفضل تحریر وتقریر اور مال وزر کے ذریعہ پورے اخلاص کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی جو نمایاں خدمات انجام دی ان کی وجہ سے آپ کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ انھیں خدمات کی وجہ سے آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر پوری دنیائے سنیت میں ماتم چھا گیا، خاص طور پر آپ کا پورا علاقہ غموں کے سمندر میں ڈوب گیا اور کرونا (Covid-19) نام کی وبا سے حفاظت کی خاطر حکومت ہند کی طرف سے کثرتِ ازدہام پر پابندی کے باوجود نماز جنازہ میں شرکت کے لیے امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح مسلمانوں کا انبوہ کثیر اکٹھا ہوگیا۔

آپ دورِ طالب علمی ہی سے بڑے محنتی تھے، لغو اور لایعنی باتوں سے دور رہتے ہوئے تحصیلِ علم میں مصروف رہتے تھے، اپنے معمولات کے ہمیشہ پابند رہے۔ درس نظامی کی ابتدائی تعلیم قصبہ جلال پور، ضلع امبیڈکر نگر میں واقع ایک دیوبندی مکتب فکر کے ادارے ”مدرسہ کرامتیہ دارالفیض“ میں حاصل کی جہاں آپ نے ۸؍سال کی طویل مدت میں ”شرح جامی“ تک تعلیم پائی، پھر آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ خاص ہوا کہ وہاں سے نکل کر اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ اشرفیہ، مبارک پور میں داخلہ لیا، جہاں صرف ڈھائی سال استاذ العلماء جلالۃ العلم، حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ، بانی جامعہ اشرفیہ کے زیر سایہ کرم رہ کر جید اساتذہ کرام سے اکتسابِ فیض کیا۔ اس قلیل مدت میں آپ پر اس مردِ حق آگاہ کا ایسا فیضانِ نظر اور تربیت کا اثر ہوا کہ اہل سنّت کی حقانیت اور دیوبندیت کا بطلان آفتابِ نیم روز کی طرح روشن ہوگیا حتیٰ کہ ایک مرتبہ مدرسہ کرامتیہ کے صدر المدرسین مولوی ضمیر احمد آپ کو واپس اپنی جانب مائل کرنے کے لئے مبارک پور آئے اور ملاقات

کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے یہ کہہ کر ملنے سے انکار کر دیا کہ جب ان کے عقائد کا غیر اسلامی ہونا مجھ پر آشکارا ہو گیا تو اب میرے اور ان کے درمیان استاذی وشاگردی کا کوئی رشتہ نہیں۔

اسی طرح آپ کے ایک بہنوئی جو پیشے سے سرکاری ڈاکٹر اور بعد میں سی۔ایم۔او۔ (CMO) بھی ہوئے۔ جب بدمذہبوں سے اختلاط کی وجہ سے گمراہی کے دل دل میں چلے گئے اور آپ کے لاکھ سمجھانے کے باوجود راہ حق پر نہ آسکے تو آپ نے ان سے اپنا رشتہ کلی طور پر ہمیشہ کے لیے منقطع کر لیا۔

آپ ۱۹۵۸ء میں علوم وفنون سے آراستہ ہو کر بدمذہبوں کے لیے شمشیر بے نیام اور سنّیت کے دفاع اور فروغ کے لیے ایک مخلص اور بہادر سپاہی بنکر فارغ التحصیل ہوئے اور فروغِ سنّیت کا جذبۂ فراواں لے کر میدانِ عمل میں آ گئے۔آپ نے فراغت کے بعد بہت ہی قلیل مدت تک صرف ایک ادارہ جامعہ عربیہ اظہار العلوم، جہانگیر، امبیڈکرنگر میں تدریسی خدمات انجام دیں، لیکن اس قلیل مدت میں آپ نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے۔وہ ارکان ادارہ ہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

''۱۹۵۹ء میں جامعہ عربیہ کو حضرت مولانا امام الدین صاحب قبلہ بسکھاری جیسا پُرخلوص عالم مل گیا اور اس کی ترقی کی راہیں ہموار ہو گئیں، انھوں نے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی دعاؤں کے سائے میں کام شروع کیا، قومِ مسلم کو تعلیم کا احساس دلایا اور اپنی ان تھک کوششوں سے شرح جامی تک کی مکمل تعلیم کا انتظام کر دیا۔ جو اس ماحول میں مولانا امام الدین صاحب قبلہ کی عظیم کامیابی تھی، پھر ۱۹۶۰ء میں شعبۂ حفظ کا مکمل انتظام فرما کر مکتب جامعہ عربیہ کو ایک مستقل دار العلوم بنا دیا لیکن اچانک ۱۹۶۰ء میں مولانا امام الدین صاحب قبلہ کو گھریلو پریشانیاں لاحق ہوئیں اور مجبوراً

مستعفی ہو گئے۔'' (جامعہ پاکٹ جنتری ۱۹۸۵، بعنوان جامعہ کا ماضی حال اور مستقبل، ص:۱۰)

آپ جامعہ عربیہ سے مستعفی ہو کر بسکھاری ہی میں کپڑوں کی تجارت کے آبائی پیشے سے وابستہ ہو گئے اور آخر عمر تک اسی بابرکت پیشے سے وابستہ رہے، لیکن اس کے باوجود فروغِ سنّیت کا کام آپ سے نہ چھوٹا، بلکہ مزید خلوص کے ساتھ کرتے رہے۔

حضرت مولانا حکیم سید عبدالحیٔ علیہ الرحمہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ کے حکم سے بسکھاری کی ''اشرفی جامع مسجد'' میں تاحین حیات امامت، خطابت کے فرائض بلا کسی عوض کے انجام دیتے رہے ہر جمعہ میں نماز سے پہلے مختلف موضوعات اور خاص کر اصلاحِ عقائد واعمال کے کسی نہ کسی پہلو پر مدلل اور پرمغز تقریر فرماتے اور اپنے مکان کے قریب واقع ''نوری مسجد'' ہر اسلامی مہینے کے پہلے جمعہ کو بعد نماز عشاء محفل میلاد النبی ﷺ منعقد فرماتے اور مختلف موضوعات پر زبردست خطاب فرماتے۔

صاحب سجادہ مولانا حکیم سید عبدالحیٔ اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادگان کو خود ان کے دولت خانے پر جا کر تعلیم دینے کی سعادت بھی حاصل کی اور صاحبِ سجادہ ہی کے حکم سے درگاہ شریف کی عیدگاہ میں عیدین کی نماز سے پہلے اور آخری عمر تک خطاب کی ذمہ داری بحسن وخوبی نبھاتے رہے آپ کی وہ تقریریں ایک ایک گھنٹے، بلکہ اس سے زائد تک ہوتیں، جس سے حاضرین خوب خوب مستفیض ہوتے ادھر چند سالوں سے جب پیرانہ سالی کے سبب جسم میں نقاہت زیادہ ہو گئی تو اصل تقریر کے لئے محب گرامی مولانا جلال الدین مصباحی استاذ دار العلوم مخدوم اشرف درگاہ شریف کو مقرر فرما دیا، مگر اس کے باوجود کچھ مختصر اور ضروری بیان آپ بھی ضرور فرماتے۔

سنّیت کے فروغ کی خاطر پورے علاقے میں کہیں پر بھی اگر کوئی آپ کو کسی

دینی جلسے میں مدعو کرتا تو آپ ضرور تشریف لے جاتے، اور اپنے مواعظ حسنہ سے
مسلمانوں کو فیضیاب فرماتے، خصوصیت کے ساتھ اگر بدمذہبیت کا کوئی فتنہ وہاں سر
اٹھا رہا ہوتو دلائل وبراہین کی روشنی میں اس کی سرکوبی فرماتے اور حق کو واضح فرماتے۔

اسلامی مہینوں اور خاص کر عیدین کے چاند کا اعلان آپ ہی فرماتے، اس سلسلے
میں پوری احتیاط برتتے اور جب تک رویتِ ہلال کا شرعی ثبوت فراہم ہوکر اطمینان
نہیں ہوجاتا، اعلان نہ فرماتے، نہ آپ اس اہم شرعی مسئلہ میں کسی بھی بھاری بھرکم
شخصیت سے مرعوب ہوتے، آپ ہی کے اعلان پر علاقے کے مسلمان عیدین اور
دیگر اسلامی تقریبات منعقد کرتے۔

بلا کسی شرعی دلیل کے، صرف من گھڑت باتوں کی روشنی میں جب کچھوچھ کے
کچھ لوگوں نے مروجہ تعزیہ داری کے جواز میں پوسٹر شائع کیے اور آپ نے ناواقف
عوام کو ان پوسٹروں کی زد میں آتے ہوئے بھانپ لیا تو ان کے جواب اور جواب
الجواب کے طور پر پے در پے تقریباً آٹھ پوسٹر (سیکڑوں کی تعداد میں) خود اپنے خرچ
سے شائع کیے جن میں دلائل شرعیہ کی روشنی میں مجوزین (مروّجہ تعزیہ کو جائز قرار دینے
والوں) کے پوسٹروں کا رد بلیغ فرمایا اور امتِ مسلمہ کو مائل بہ تشیع ہونے سے بچالیا،
شیعیت زدہ ماحول میں آپ کا یہ کارنامہ بہت ہی دل گردے کا ہے، جو اظہارِ حق کے
لئے آپ کی جرأت اور بہادری کی واضح دلیل بھی ہے۔

بسکھاری کی کئی مسجدوں کی توسیع ومرمت بھی آپ نے کروائی، اشرفی جامع
مسجد کی بعد والی چھت کی تعمیر آپ ہی کی نگرانی میں ہوئی، فروغِ سنیت ہی کے جذبے
کے تحت بلا کسی عوض موثر دعا وتعویذ کے ذریعے بھی عوام کی خدمت فرمائی۔

آپ کی تجارت اصولوں پر بہت ہی کامیاب تھی اور الحمد للہ اس وقت بھی

کامیاب ہے، اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو اخلاص اور جذبہ ایثار کے ساتھ
ساتھ مال وزر سے بھی نوازا تھا۔ لہٰذا آپ نے جہاں اپنے علم وفضل سے سنّیت کو
فروغ دیا وہیں اپنی حلال و پاکیزہ کمائی سے بھی اسے عام کرنے میں کوئی کسر نہ
چھوڑی۔ چناں چہ جس ادارے کو ابتدا میں اپنی تدریسی وانتظامی صلاحیت سے آپ
نے ترقی کی وہ جہت عطا کی تھی، لیکن بعد میں وہ ترقی کچھ اختلاف کی بھینٹ چڑھ گئی
اور ایک عرصہ دراز کے بعد معمار قوم وملت حضرت مولانا محمد کوثر خاں نعیمی علیہ الرحمہ کی
تشریف آوری سے پھر ادارہ ترقی کی راہ پر آیا اور زمین کی خریداری کے لیے خطیر رقم
کی ضرورت پڑی تو حضرت مولانا محمد امام الدین قادری علیہ الرحمہ نے خصوصی تعاون
فرما کر ادارے کی وہ ضرورت پوری کی جیسا کہ ارکان جامعہ رقمطراز ہیں:

''اور اکتوبر ۱۹۷۸ء میں حضرت مولانا محمد کوثر خاں صاحب قبلہ نعیمی کی جامعہ
عربیہ میں باضابطہ تقرری ہوئی اور انھوں نے اپنی صلاحیتوں اور جاں فشانیوں کو
بروے کار لاکر اسی سال مستقل الحاق کی منظوری اور گرانٹ حاصل کرلیا۔ یہیں سے
جامعہ عربیہ کو ترقی کی شاہراہ ملی، حضرت مولانا محمد امام الدین صاحب قبلہ بسکھاری کی
خصوصی عنایت وکرم فرمائیوں سے فوراً جامعہ سے متصل زمین خرید کر تعمیری سلسلہ
شروع ہوگیا۔'' (جامعہ پاکٹ جنتری ۱۹۸۵ء صفحہ:۱۱)

جب شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے
بخاری شریف کی ایک جان دار شرح ''نزہۃ القاری'' تصنیف کرکے ایک عظیم کارنامہ
انجام دیا اور اہل سنّت کے سر سے ایک بڑا فرض اتارا تو حضرت مولانا امام الدین
قادری مصباحی علیہ الرحمہ کے متعلق ''نزہۃ القاری'' کی پہلی جلد کے شروع میں ''
عرض حال'' کے تحت اس طرح فرمایا ہے:

''ان حضرات کے علاوہ حضرت مولانا محمد امام الدین صاحب مدظلۂ العالی رئیسِ بسکھاری اور جناب محمد رفیق صاحب قریشی نے بھی کثیر رقم عطا فرمائی۔

جب بسکھاری شریف کی پاک سرزمین پر جہاں دور دور تک بدمذہبی کا نام ونشاں نہیں تھا، دیوبندیوں نے ایک مدرسہ اور مسجد تعمیر کروائی اور پھر مدرسے کی روداد شائع کی جس میں اہل بسکھاری و کچھوچھہ کے خوش عقیدہ مسلمانوں کو گمراہ لکھا تو آپ کی غیرت ایمانی جوش میں آگئی اور اس کے رد میں مستقل ایک کتاب ''وہابی دھرم کی حقیقت'' کے نام سے لکھ کر اپنے اور اپنے برادران گرامی کے تعاون سے شائع کی جسے لوگوں کے درمیان مفت تقسیم کروا کر انھیں ان کے مکروفریب سے محفوظ رہنے کا سامان فراہم کیا۔

جامعہ اشرفیہ سے آپ کی ہمیشہ سے والہانہ وابستگی رہی، اس کی مجلس شوریٰ کے مستقل رکن اور اعزازی ممبر رہے، جامعہ کی عالمگیر خدمات کے اعتراف میں ہمیشہ اس کا خصوصی تعاون فرماتے رہے، راقم السطور اتفاق سے ایک مرتبہ ۱۹۷۰ء کی رودادِ اشرفیہ کی ورق گردانی کر رہا تھا کہ اچانک اس کے اندر معاونین کے ناموں کے درمیان مولانا امام الدین قادری علیہ الرحمہ کا نام اس طرح نمایاں نظر آیا کہ آپ کا تعاون اس علاقے کے جملہ اہلِ خیر حضرات سے زیادہ رہا صرف زیادہ ہی نہیں بلکہ نسبتاً سب سے زیادہ رہا۔

اللہ عزوجل آپ کی جملہ خدماتِ جلیلہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور آپ کی اولاد امجاد کو آپ کا سچا جانشین بنائے کہ ان حضرات سے بھی فروغِ سنیت کا خوب خوب کام ہو۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورُستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆☆☆

نمونۂ تقلید

حضرت مولانا محمد امام الدین قادری مصباحی علیہ الرحمہ

ایک مثالی شخصیت

مولانا محمد صدیق خان شارق شاہجہانی
استاذ وشیخ الحدیث محبوب یزدانی بسکھاری شریف

یوں تو تمام علوم جو انسانیت کے لئے سودمند اور نافع ہو جن سے انسانیت کی بقا اور تحفظ کا تعلق ہو وہ سارے علوم محمود ہیں چاہے وہ علومِ دنیاوی ہوں یا اخروی چوں کہ علم کے بغیر انسان ادھورا ہے لیکن ان تمام علوم میں جو علم سب سے زیادہ افضل ہے وہ علمِ نبوت ہے دیگر علوم، دنیا سنوارتے ہیں ترقی کی راہ دکھاتے ہیں، مگر علمِ نبوت کفر سے بچاتا ہے، شرک سے محفوظ رکھتا ہے اور آخرت کو روشن کرتا ہے۔ لہٰذا عالم دین ہونا اپنے آپ میں ایک بہت بڑی سعادت کی بات ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرمالیتا ہے اسے دین کا شعور عطا فرمادیتا ہے اس حدیث پاک کی روشنی میں اگر ہم حضرت مولانا محمد امام الدین قادری مصباحی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا جائزہ لیں تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا قادری کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا اور انھیں تفقہ فی الدین اور شعورِ دین کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا۔ یوں تو حضرت مولانا محمد امام الدین مصباحی رحمۃ اللہ علیہ بہت ساری خوبیوں کے جامع ہیں جیسے حسنِ اخلاق، تواضع، انکساری، تحمل مزاجی تقویٰ اور پرہیزگاری، مہمان نوازی اکرامِ علماء، محبتِ سادات، حق گوئی، احقاقِ حق وابطالِ باطل وغیرہ۔ لیکن آپ کا وہ وصف جو ان تمام اوصاف کا منبع ہے وہ آپ کو تمام اصحاب میں

نمایاں کر دیتا ہے وہ تفقہ فی الدین ہے۔

احادیث طیبہ میں جہاں جہاں عالم کی فضیلت وارد ہے اس سے مراد فقیہ دین عالم شرح متین اور عالمِ علوم نبوت ہے حضرت مولانا محمد امام الدین علیہ الرحمہ اپنے وقت کے متبحر عالمِ دین اور بلند پایہ مصنف، اپنے حلقے کے بہترین داعیِ اسلام تھے جنھوں نے اپنی پوری زندگی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وقف کر دی تھی۔ جن کی پرہیزگاری ضرب المثال تھی جن کی دیانت داری زبانِ زد خاص و عام تھی، جن کے بے باکی اور حق گوئی کے چرچے تھے یوں آپ نے خدمتِ دین کے مختلف میدانوں میں نمایاں خدمات انجام دی۔ لیکن ردِ وہابیت میں جو آپ نے گرانقدر خدمات انجام دیں وہ رہتی دنیا تک قائم و دائم رہیں گی راقم السطور کو حضرت کی متعدد کتب پر نظر ثانی کرنے کا شرف حاصل ہوا آپ کی تحریریں بذات خود نہایت ہی ٹھوس اور مدلل ہوا کرتی تھی مگر آپ کا یہ غایت درجہ احتیاط تھا کہ بغیر کسی عالم کی نظر ثانی کرائے ہوئے کوئی کتاب پریس میں نہیں جاتی تھی۔

حضرت علامہ محمد امام الدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حقیقی معنی میں عالم باعمل تھے ان کی پوری زندگی شریعت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی انہوں نے جو بھی کہا سب سے پہلے خود ہی اس پر عمل پیرا ہوئے اس لئے قولی تبلیغ سے کہیں زیادہ موثر آپ کی عملی تبلیغ تھی، سنتِ نبوی کے نور میں ڈھلی ہوئی زندگی اخلاقِ نبوت سے روشن کردار، الفتِ سرکارِ مدینہ ﷺ سے مہکتی ہوئی صبح و شام سنتِ نبوی پر عمل، مسواک پر دوام یہاں تک کہ مستحبات کا بھی اہتمام۔ انھوں نے سنتِ نبوی کو اپنی زندگی میں اتارا تھا اپنے کردار کو اسوۂ حسنہ سے مزین کیا تھا۔ تواضع کا عالم یہ تھا کہ اپنے سے کم سن علماء کو اپنے پر مقدم رکھتے تھے۔ کبر، نخوت، ریا اور نمائش کا کہیں دور دور تک گزر نہ تھا۔ راقم نے بارہا یہ نظارہ دیکھا کہ جمعہ کا دن ہے حضرت مولانا محمد امام الدین قادری مصباحی خلعت امامت زیب

تن کئے ہوئے، سر پر عمامہ سجا ہوا، شانوں پر رومال ڈالے ہوئے، زیر لب ورد کرتے ہوئے اور گرد و پیش سے بے خبر جامع مسجد کی طرف چلے جا رہے ہیں اس حسین و دلکش منظر کو دیکھ کر اس درویش کیمیا نظر (حضرت سید شاہ عبدالحئی اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکا جنہوں نے اپنے نورِ باطن سے حضرت مولانا محمد امام الدین قادری کو جانچا ہوگا اور فراستِ مومنانہ سے سمجھا ہوگا پھر منصب امامت کے لئے منتخب کیا ہوگا۔ انتخاب کا اعلیٰ ہونا درحقیقت منتخب کے اعلیٰ ہونے کی دلیل ہے چوں کہ منتخب اپنے دور کا خدا رسیدہ درویش اور پیر کامل تھا جنھوں نے حضرت مولانا محمد امام الدین صاحب قبلہ قادری کو منصبِ امامت کے اہل سمجھا پھر خلعت امامت سے سرفراز فرمایا چوں کہ منتخب بہت اعلیٰ تھے اسی لئے انتخاب بھی بہت اعلیٰ تھا۔

حضرت مولانا محمد امام الدین قادری علیہ الرحمہ نے دنیا کو آخرت کی کھیتی بنا لیا تھا ہر لمحے کو غنیمت سمجھا ہر وقت کا صحیح استعمال کیا زندگی کے ہر قدم سے نیکی کمانے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو دولتِ علم سے نوازا تھا اسی طرح دولتِ دنیا سے مالا مال کر دیا۔ آپ دونوں دولتوں کو ہاتھوں سے خوب خوب تقسیم کرتے رہے آپ قابلِ رشک عالم بھی تھے اور قابلِ رشک عالم وہ ہے جو علم کی باتوں کو دوسروں تک پہنچاتا رہے یہ تبلیغ چاہے تحریر کے ذریعہ چاہے تقریر کے ذریعہ، الغرض تبلیغ کا کوئی موقع اپنے ہاتھوں سے جانے نہیں دیتے تھے آپ کی دعوتی تحریریں رہتی دنیا تک تفقہ فی الدین اور تبحرِ علمی کا ثبوت پیش کرتی رہیں گی۔

رب کریم حضرت مولانا کی علمی و دینی کاوشوں کو ان کی بلندی درجات کا ذریعہ بنائے، وارثین کو ان کا سچا جانشین بنائے اور اہلِ بسکھاری شریف کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ ☆☆☆

آئینۂ حیات

عالم ربانی حضرت مولانا محمد امام الدین قادری کا زہد وتقویٰ

مفتی محمد الیاس مصباحی

استاذ دارالعلوم محبوب یزدانی بسکھاری

اپنے آپ کو رب تعالیٰ کی ناراضگی سے بچانے کا نام تقویٰ ہے، یہ تمام بھلائیوں کا مجموعہ ہے۔ زہد وتقویٰ انسانی زندگی کا شرف ہے۔ یہ ایمان والوں کے لئے بہترین اور عمدہ لباس ہے۔تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس کے حامل ہوجانے کے بعد دل کو گناہوں سے جھجک معلوم ہونے لگتی ہے اور نیک کاموں کی طرف اس کو بے تابانہ تڑپ ہونے لگتی ہے۔تقویٰ اللہ رب العزت کو محبوب ہے اس کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مکرم ومحترم وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اِنَّ اکرمکم عنداللہ اتقاکم،(الحجرات آیت:۱۳)

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، تلمیذِ جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ حضرت علامہ مولانا الحاج محمد امام الدین قادری علیہ الرحمہ کی حیات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مذکورہ بالا اقوال کی روشنی میں ایک متقی کے اندر جو صفات وخصوصیات ہونی چاہئیں وہ آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود تھیں عوام وخواص میں سے جنھوں نے بھی

آپ کی زندگی کا مشاہدہ کیا ہے وہ اس سے بخوبی واقف ہیں کہ آپ پوری زندگی طریقۂ مصطفےٰ ﷺ پر کاربند رہے آپ کا دل عشقِ رسول ﷺ سے معمور تھا۔ آپ کے اعمال، افعال اور اوصاف سنتِ نبوی ﷺ کے عینِ مطابق تھے، آپ اخلاص و وفا کی ایک شمع، عزیمت و استقلال کا کوہِ ہمالہ زہد وتقویٰ ایمان و ایقان صداقت و دیانت کے پیکرِ جمیل تھے، احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے ہمہ وقت سینہ سپر رہتے تھے۔اس طرح آپ کی ذات گوناگوں صفات کی حامل تھی۔

جہاں آپ ایک زبردست مبلغ اور داعیِ اسلام تھے وہیں آپ، زہد و پارسائی کے تاجور اور تقویٰ شعاری کے عظیم پیکر تھے رب تبارک وتعالیٰ نے اتباعِ شریعت کا جو جذبۂ کامل آپ کو عطا فرمایا تھا وہ بہت کم لوگوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔

تاجر ہوتے ہوئے بھی آپ نے اپنی پوری زندگی عالمانہ وقار فاضلانہ انداز کے ساتھ گذاری شریعتِ مطہرہ کا جو حکم ہوتا بلاخوف وہی کرتے اور جو کرتے وہی کہتے تھے نمازوں کا اہتمام بے شمار مشاغل کے باوجود آپ صوم وصلاۃ کے زبردست پابند تھے۔نوری مسجد بسکھاری میں پنج وقتہ نماز اور اشرفی جامع مسجد میں نماز جمعہ کی امامت وخطابت کی ذمہ داری پوری زندگی تقریباً ساٹھ سال تک بلا معاوضہ نبھائی یہ ان کی عظیم بے لوث خدمت ہے۔

اذان کے وقت سے پہلے ہی دوکان چھوڑ کر مسجد کی طرف چل دینا آپ کا معمول تھا وضو رہتے ہوئے ہر نماز کے لئے تازہ وضو اور مسواک کرنا آپ کا خاصہ تھا پوری حیات میں ایک نماز بھی بلا عذر آپ کی قضا نہیں ہوئی روزِ وصال بھی آپ نے ظہر کی نماز ادا کی کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں کمزوری محسوس ہوئی تو بیٹھ کر نماز ظہر

ادا کی اس کے بعد تقریباً ساڑھے تین بجے وقتِ اجل آپہنچا اور ۱۳ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۲ ستمبر ۲۰۲۰ء بروز بدھ اس دار فانی سے دار بقا کو کوچ کر گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

اولاد کی تعلیم و تربیت: آپ کے پانچ صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں باحیات ہیں، سب کی پرورش میں حق پدری ادا کیا حضور تاجدارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھی تعلیم وتربیت سے مزین کردے۔ (ترمذی ج:۲ ص:۱۷)

اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے علامہ ممدوح علیہ الرحمہ نے اپنی اولاد کو دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ و پیراستہ کیا نیز ہر ایک کا رشتہ دیندار گھرانے میں کیا۔ اس وقت عام طور سے لوگ رشتہ کرنے میں بڑے اور مالدار گھرانے کو ترجیح دیتے ہیں لیکن آپ نے مالداری کو درکنار کرتے ہوئے دینداری اور تقویٰ و پرہیزگاری ہی کو ترجیح دیا آپ نے اپنی ساری بچیوں کا رشتہ عالمِ دین یا حافظِ قرآن کے ساتھ کیا اس لئے کہ درج ذیل حدیث آپ کے پیشِ نظر تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں سے چار چیزوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے ان کے مال و دولت کی وجہ سے ان کے حسب ونسب، ان کے حسن و جمال اور خوبصورتی اوران کی دینداری کی وجہ سے لہٰذا تم دیندار عورت کا انتخاب کرکے کامیاب بنو اگر ایسا نہ کروگے تو تیرے ہاتھ کو مٹی لگے گی یعنی اخیر میں تجھ کو ندامت ہوگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص:۲۶۷، کتاب النکاح)

عزیمت پر عمل: رخصت کے ہوتے ہوئے عزیمت پر عمل فی زمانہ ناممکن

نہیں تو مشکل ضرور ہے مگر حضرت مولانا محمد امام الدین قادری علیہ الرحمہ کی ذات اس امر میں بھی تابندہ و درخشندہ ہے۔

ایک مرتبہ آپریشن ہوا اور ڈاکٹروں نے اٹھنے بیٹھنے سے منع کیا تھا لیکن دو تین ہی دن کے بعد آپ نے کھڑے ہوکر نماز پڑھنا شروع کردیا۔ نوافل بھی قیام ورکوع کے ساتھ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتے یہاں تک کہ آخری ایام میں آپ کے پیر اور گھٹنوں میں تکلیف رہتی تھی پھر بھی آپ ساری نمازیں بشمولِ نوافل کھڑے ہوکر ہی ادا کرتے۔

احتیاط کا یہ عالم تھا کہ خطاب بھی بغیر وضو نہ کرتے سخت سردیوں میں بھی وضو بناتے جب کہ بڑھاپے کے اس عالم میں بہت سے لوگ وضو کی ہمت نہیں کرتے۔

اشرفی جامع مسجد کے امامت و خطابت کی ذمہ داری:

اشرفی جامع مسجد بسکھاری میں قدیم طرز تعمیر کی عظیم شاہ کار ہے۔ یہ بسکھاری کی جملہ مساجد میں سے بڑی مسجد ہے اس کے خطیب وامام، درویش کامل صوفی باصفا حضرت علامہ مولانا سید شاہ حکیم عبدالحئ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ تھے۔ آپ ولی صفت انسان تھے آپ کے اندر وہ تمام خصائص وصفتیں موجود تھیں جو ایک کامل اور اچھے انسان میں ہونی چاہیۓ۔ بسکھاری و اطراف میں آپ کی شخصیت اپنے عہد کی نادرالوجود ہستی تھی۔

ایسی باکمال شخصیت کو اپنی حیات کے آخری ایام میں جب اشرفی جامع مسجد کے لئے خطیب و امام متعین کرنا ہوا تو آپ کی مردم شناس نگاہ نے عالمِ باعمل عاملِ سنت تقویٰ و پرہیزگاری کے پیکر حضرت مولانا محمد امام الدین قادری علیہ الرحمہ کا

انتخاب کیا اور آپ کو باضابطہ مستقل طور سے اشرفی جامع مسجد کا خطیب و امام مقرر فرمادیا اور ساتھ ہی کچھوچھہ مقدسہ کی مرکزی عیدگاہ (بھدہڑ) میں عیدین کی نماز سے قبل تقریر کرنے کا حکم دیا۔ ان تمام ذمہ داریوں کو حضرت علامہ ممدوح علیہ الرحمہ نے پوری زندگی بحسن وخوبی انجام دیا۔

چوں کہ حضرت مولانا محمد امام الدین قادری علیہ الرحمہ سچے عاشقِ رسول تھے اس لئے آپ ہر اس چیز سے محبت اور عقیدت رکھتے تھے جس کو حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہوتی۔ آپ خود اپنے ایک مضمون میں حضرت علامہ سید شاہ حکیم عبدالحئی اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''ایک مرتبہ پالکی سے اترتے وقت میری نگاہ آپ کے رخ زیبا پر پڑی تو آپ کے چہرے کی نورانیت دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا اتنا نورانی چہرہ کہ معلوم ہوتا تھا نور کی برسات ہو رہی ہے۔ اس وقت تک میں آپ کے چہرے کی نورانیت سے لطف اندوہوتا رہا جب تک کہ آپ میری نظروں سے اوجھل نہیں ہوگئے۔

اسی مضمون میں آپ اپنا ایک خواب بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: میں نے حضرت کو جمعہ کے دن جامع مسجد میں داخل وتے ہوئے دیکھا تو میں حضرت کے استقبال کے لئے تیز تیز قدموں سے آگے بڑھا تو سارا مجمع کھڑا ہوکر میرے پیچھے ہولیا میں حضرت سے بغل گیر ہوکر آپ سے مصافحہ و معانقہ سے مستفید ہوا حضرت نے بڑی گرم جوشی کا مظاہرہ فرمایا اور مسکراتے ہوئے دعاؤں سے نوازا۔''

(ششماہی پیغام نورالعین محرم الحرام تا جمادی الآخرہ ۱۴۳۳ھ)

☆☆☆

گوشۂ احترامِ سادات

حضرت مولانا محمد امام الدین قادری مصباحی علیہ الرحمہ اور خانوادۂ اشرفیہ سے گہرے روابط

مولانا محمد فیاض عالم مصباحی
استاذ دارالعلوم محبوب یزدانی
بسکھاری، امبیڈکرنگر (یوپی)

اس کارگاہِ ہستی میں بنی آدم کے بے شمار افراد روز پیدا ہوتے ہیں اور حیاتِ مستعار کی مقررہ مدت گزار کر خالقِ حقیقی سے جا ملتے ہیں ان پیدا ہونے والوں میں کثیر تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کے سامنے اپنی حیات کا کوئی مقصد نہیں ہوتا جس کے سبب خلقِ خدا کے درمیان ان کی اپنی کوئی شناخت نہیں ہوتی۔ لیکن انہی میں کچھ اللہ کے نیک بندے ایسے ہوتے ہیں جن کی حیات کا ہر ایک گوشہ اوروں کے لئے نمونۂ عمل بن جایا کرتا ہے۔ اور جو مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ کی مکمل تصویر بن کر زندگی گذارتے ہیں۔ اور جب وہ اس دنیائے فانی سے عالمِ آخرت کی طرف کوچ کرتے ہیں تو ہاتفِ غیبی پکار اٹھتا ہے۔ ''يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔'' (سورۃ الفجر، آیت: ۲۷، پارہ: ۳۰) (اے مطمئن نفس! اپنے رب کی طرف اس حال میں رجوع کرو کہ تم اللہ سے راضی ہو اور اللہ رب العزت تم سے راضی ہے۔)

انھی مقتدر و پاکباز افراد میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے چہیتے شاگرد الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے روحانی فرزند حضرت علامہ، مولانا محمد امام الدین صاحب قبلہ قادری نوّر اللہ مرقدہٗ کی ذات گرامی کا بھی شمار ہوتا ہے، جن کی زندگی کا ہر ایک لمحہ جہد مسلسل، عملِ پیہم، تقویٰ وطہارت اور تزکیۂ نفس سے عبارت تھی۔

اس مختصر تحریر میں میرا مطمحِ نظر ان کی حیات کے تمام گوشوں کا احاطہ کرنا نہیں ہے۔ بلکہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کے دل میں ساداتِ کرام بالخصوص خانوادۂ اشرفیہ کی جو عقیدت ومحبت تھی اور سجادہ نشینان سے جو ذاتی وقلبی لگاؤ تھا اس کے چند گوشے قارئین کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔

یوں تو حضرت ممدوح ہر سنی، صحیح العقیدہ مسلمان سے بے انتہا محبت وشفقت سے پیش آتے تھے لیکن ساداتِ کرام خاص کر خانوادۂ اشرفیہ کے ہر ہر فرد سے آپ والہانہ محبت وقلبی لگاؤ رکھتے تھے۔ چنانچہ موصوف اپنی کتاب ''فیضانِ اشرف ورضا'' (جو ابھی کتابت وطباعت کے مراحل میں ہے) میں رقمطراز ہیں۔ ''الحمد للہ! ثم بفضلہٖ تعالیٰ وتبارک اس ناچیز اور اس کے پورے خانوادے کو بسکھاری شریف کچھوچھہ شریف، درگاہ رسول پور شریف وغیرہ کے خانوادۂ اشرفیہ کے ساداتِ کرام سے عموماً اور قدوۃ الکبریٰ، تارک السلطنت غوث العالم سید شاہ محمد اشرف ثم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے آستانہ مقدسہ کے صاحبانِ سجادہ سے خصوصا گہرے مراسم ودیرینہ تعلقات کا شرف حاصل ہے۔ اور یہ شرف ہمارے خاندان میں وراثۃً منتقل ہوتا ہوا چلا آرہا ہے۔ اور یہ تعلقات محض رسمی یا کسی دنیاوی یا ذاتی مفاد کے تحت نہیں بلکہ خالصاً لوجہ اللہ بزرگانِ دین، اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ

سچی عقیدت ومحبت کا ثمرہ اور ساداتِ کرام کی عظمت وبزرگی کے تحت ان کی تعظیم وتوقیر اور ان سے خلوص ومحبت کے برتاؤ کے شرعی مطالبے کا نتیجہ ہے۔''

(فیضانِ اشرف ورضا قلمی نسخہ)

درج بالا اقتباس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ نہ صرف مولانا قادری علیہ الرحمہ بلکہ آپ کے خاندان کے بھی گہرے روابط ومراسم اور دیرینہ تعلقات نسلاً بعد نسلٍ ''وراثۃً'' منتقل ہوتے چلے آرہے ہیں اور ہاں یہ تعلقات وروابط کسی مادی، دنیاوی منفعت کے حصول کی خاطر نہیں، بلکہ شریعتِ مطہرہ نے ساداتِ کرام کی عظمت وتوقیر، اور ان سے سچی محبت کرنے کا جو حکم صادر فرمایا ہے یہ اسی شرعی مطالبے کا نتیجہ وثمرہ ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ''اے محبوب آپ فرمادو (کہ اے لوگو! میں نے جو تبلیغ رسالت وکارِ ہدایت انجام دیا ہے) اس پر میں تم سے کسی دنیاوی اجر ومنفعت کا سوال نہیں کررہا، سوائے اس کے کہ تم میرے قرابت داروں سے مودت والفت کا برتاؤ کرو۔ (القرآن)

مولانا قادری علیہ الرحمہ اسی کتاب ''فیضان اشرف ورضا'' کے اندر ایک مقام پر رقمطراز ہیں: ''بحمدہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ یوں تو مجھے تمامی سادات سے خواہ وہ کسی بھی سلسلے کے ساداتِ کرام ہوں سچی محبت اور قلبی لگاؤ ہے، اور خانوادۂ اشرفیہ سے مزید خوش گوار تعلقات اور گہرے مراسم بھی ہیں۔ خصوصاً قدوۃ الکبری سیدنا سلطان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے آستانہ مقدسہ کے صاحبانِ سجادہ کی تین پیڑھیوں سے بہت قریبی اور خصوصی تعلقات چلے آرہے ہیں۔ سابق سجادہ نشین جامع شریعت وطریقت حضرت علامہ، مولانا سید شاہ عبدالحئی اشرف صاحب قبلہ اشرفی

الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان سے قلبی لگاؤ اور خصوصی تعلقات کا مشاہدہ تو میں اپنے
بچپن سے ہی کرتا چلا آرہا ہوں، ان سے پہلے کے صاحبِ سجادہ سے خوش گوار
تعلقات بھی ہمارے آباء واجداد کے ساتھ قائم تھے‘‘

مولانا قادری علیہ الرحمہ صاحبِ سجادہ حضرت علامہ مولانا سید شاہ عبدالحیٔ
اشرف الاشرفی الجیلانی کی ذاتِ حمیدہ صفات سے خاصا متاثر نظر آتے ہیں چنانچہ
آپ لکھتے:

’’حضرت علامہ، مولانا سید شاہ عبدالحیٔ اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ بہت
خوش اخلاق، سادہ مزاج، سنجیدہ رفتار وگفتار کے مالک، نہایت بلند اخلاق درویش
صفت بزرگ تھے۔ بلاتفریق مذہب وملت مسلم وغیر مسلم، مقامی وبیرونی تقریباً سبھی
لوگ آپ کے مدح خواں تھے۔‘‘

حضرت مولانا محمد امام الدین قادری علیہ الرحمہ کے خاندان کا ساداتِ بسکھاری
شریف بالخصوص صاحبِ سجادہ کے مقدس گھرانے سے کس قدر قریبی تعلقات تھے،
اس کا اندازہ مولانا قادری علیہ الرحمہ کے ذیل کے چند جملوں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے
جوانہوں نے ’’فیضانِ اشرف ورضا‘‘ (قلمی نسخہ) میں تحریر فرمایا ہے، لکھتے ہیں:

’’حضرت مولانا ممدوح (صاحبِ سجادہ علیہ الرحمۃ) سے ہمارے اہل
خاندان کے اتنے قریبی تعلقات تھے گویا ایک جان دو قالب، لوگ حیرت میں تھے،
ہر خوشی وغمی اور دیگر تقریبات کے موقع پر شرکت اور مکمل تعاون کرنا رنج وغم میں برابر
شریک ہونا عام بات تھی صاحبِ سجادہ مولانا ممدوح علیہ الرحمہ ہم لوگوں کو اپنی اولاد کی
طرح مانتے تھے اور ہم لوگ بھی انہیں اپنا مشفق ومربی ہی سمجھتے تھے۔ ہمارے

والدین کریمین علیہا الرحمہ حضرت ہی سے بیعت تھے۔ حضرت کی نظرِ عنایت اور نیک
دعاؤں سے آج تک ہم سب مستفید ہو رہے ہیں۔‘‘

سادات کے گھرانے سے اس قدر قربت ونزدیکی کہ ایک دوسرے کے ہر دکھ
درد میں شرکت ہو بلکہ انہیں اپنا مربی ومشفق رہنما مانتے ہوں یہ اُسی وقت ممکن ہے
جب کسی کے دل میں اولادِ رسول سے سچی محبت والفت پائی جائے۔

حضرت مولانا قادری علیہ الرحمہ خدمتِ سادات کو اپنے لئے اُخروی نجات کا
ذریعہ تصور فرماتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ اپنی تصنیف میں رقمطراز
ہیں: ’’(صاحبِ سجادہ) حضرت علامہ مولانا سید شاہ عبدالحیٔ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ
الرحمۃ والرضوان کے وصال کے بعد ان کے خلف اکبر سید شاہ ظفر الدین اشرف
اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ زیبِ سجادہ ہوئے، اس وقت مولانا سید عبدالحیٔ اشرف علیہ
الرحمہ کے تمام شہزادے نوعمر اور ناتجربہ کار تھے۔ جس کا فائدہ حاصل کرتے ہوئے
کچھ لوگوں نے سجادہ نشینی کا بھی مقدمہ دائر کردیا۔ صاحبِ سجادہ سید شاہ ظفر الدین
اشرف عرف بابومیاں کا عالم نہ ہونا ان مدعیانِ سجادگی کا خاص اور نمایاں پوائنٹ تھا بابو
میاں مرحوم اپنے والد گرامی علیہ الرحمہ کی حیات میں دارالعلوم اہلسنّت منظرحق ٹانڈہ
میں زیرِ تعلیم تھے، والد گرامی کے وصال کے بعد پوری ذمہ داری گھر کی اور آستانۂ
عالیہ مقدسہ کی آپ کے ناتواں کاندھے پر آجانے کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ موقوف
ہوگیا۔ جس کا صاحبِ سجادہ بابومیاں اور آپ کے اہل خانہ کو بے حد افسوس تھا۔ اس
ناچیز نے اپنے دیرینہ تعلقات کے سبب خدمتِ سادات کو اپنے لئے اُخروی نجات کا
ذریعہ سمجھ کر، بابومیاں موصوف کا تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے کے لئے جب اپنی خدمات

کو رضا کارانہ طور پر پیش کیا تو صاحب سجادہ بابو میاں اور تمام اہل خانہ بے حد مسرور ہوئے اور دعاؤں سے نوازا اور کہا کہ جو وقت آپ متعین کریں اس وقت بابو میاں آپ کے مکان یا دوکان پر پہنچ جایا کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کو میرے یہاں آنے کی زحمت نہیں اٹھانی پڑے گی۔ بلکہ میں خود ہی روزانہ آپ کے دولت کدہ پر بعد نماز عشاء آجایا کروں گا۔ اس پر سبھی حضرات نے اپنی بے پناہ خوشیوں کا اظہار فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔ پھر مستقلاً تعلیمی سلسلہ شروع ہوگیا۔ جس سے صاحب سجادہ کو کافی تقویت ملی اور ہمارے دیرینہ تعلقات میں مزید استحکام آتا گیا۔‘‘

قارئین کرام! حضرت مولانا قادری علیہ الرحمہ کے دل میں ساداتِ کرام و اولادرسول کی محبت کس قدر موجزن تھی کہ ایک دو مہینہ سال دو سال نہیں بلکہ سالوں تک یہ تعلیمی سلسلہ محض رضائے الٰہی ورضاءِ رسولِ مقبول ﷺ کی خاطر پیشۂ تجارت سے وابستہ ہونے کے باوجود اپنا قیمتی وقت آلِ رسول کی خدمت کے لئے قربان کردیا۔ اس کی اہمیت کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کے دلوں میں آلِ رسول کی محبت کی قندیلیں روشن ومنور ہوں۔ مولانا قادری علیہ الرحمہ کی حیات میں اس طرح کے متعدد واقعات ہیں جن سے احترام وخدمتِ سادات کا جذبۂ صادق نمایاں ہے۔ اسی جذبہ سے ہرسال عیدین کی نماز سے قبلِ بھدہڑ کی عیدگاہ میں صاحبانِ سجادہ کی اجازت سے بالالتزام سالہاسال تک خطاب فرماتے رہے۔ وہ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ لیکن ان کی حیات کا ہر ایک پہلو ہمارے لئے آپ کے چاہنے والوں کے لئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ نیز ساداتِ کرام کی خدمات اور ان کی تعظیم وتکریم کے

حوالے سے یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ حضرت سید شاہ مظہر الدین اشرف ابن سید ضیاء الدین اشرف کو اپنی ایک بسوہ زمین مفت عطا فرمائی۔ اور ان کے لئے اپنے دولت کدہ پر سالوں تک طعام کا انتظام فرماتے رہے۔ رب کریم سے بصمیمِ قلب دعاء ہے مولیٰ تعالیٰ ان کی قبر اطہر پر اپنے انوار وتجلیات کی بارشیں برسائے اور حضرت مولانا قادری علیہ الرحمہ کی لغزشوں اور خطاؤں کو دامنِ رحمت میں جگہ دے کر درگذر فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

☆☆☆

عالم کا عِلم انسانی شکل اختیار کر لیتا ہے

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی غیب داں ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب عالم دنیا سے جاتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے علم کو انسانی شکل عطا فرماتا ہے جو قیامت تک اس کے لئے اُنس (محبت) کا ذریعہ بنتا ہے اور زمین کے کیڑوں کو دور کرتا ہے۔

(شرح الصدور ص:۲۸۵)

انوارِ عقائد ونظریات

زمانہ آج بھی اور کل بھی ان سے فیض پائے گا
مثالِ چشمہ آبِ رواں ہیں قطبِ بسکھاری

پیغامِ اسلام وسنّیت

ترتیب وتسہیل
محمد فریدالدین قادری مصباحی
رکن نوری لائبریری بسکھاری امبیڈکر نگر

از: یادگارِ سلف امام العلماء، حاملِ اوصاف بزرگاں، قاطعِ بدعت، حامیِ سنت، ناصرِ دین وملت، ناشرِ مسلک اعلیٰ حضرت، عالمِ ربانی حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ محمد امام الدین قادری نوری رضوی مصباحی علیہ الرحمہ والرضوان سابق خطیب وامام اشرفی جامع مسجد بسکھاری شریف امبیڈکر نگر

(۱) سب سے اہم فرض یہ ہے کہ مسلمانوں کے عقیدے مذہبِ اہلسنّت والجماعت کے مطابق ہوں کہ حق اسی میں پوشیدہ ہے۔

(۲) تمام بدمذاہب سے قطعِ تعلق رکھیں۔ حدیث شریف میں ہے "بدمذہب تمام جہاں سے بدتر ہیں۔ دوسری حدیث شریف میں ہے۔" بدمذہب دوزخیوں کے کتے ہیں۔
بدمذاہب کی صحبت زہریلے سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ سانپ نے اگر ڈس لیا تو جسم ہلاک ہوگا ایمان محفوظ رہے گا اور بدمذہب نے اگر اپنی بدمذہبی کا

ڈنک مارا تو جسم محفوظ رہے گا لیکن ایمان وعقیدہ تباہ وبرباد ہوجائے گا۔ (الامان والحفیظ)

(۳) فرائض وواجبات اور سنتوں پر سختی کے ساتھ عمل پیرا رہیں۔ خصوصاً پانچوں وقت کی نمازِ باجماعت کی پابندی کریں۔ اگر فرائض وواجبات ذمہ میں باقی ہوں گے تو نوافل وغیرہ قبول نہیں ہوں گے۔

(۴) جن چیزوں سے شریعت نے منع کیا ہے۔ ان سے دور رہنا بھی بے حد ضروری ہے جیسے شراب نوشی، سودخوری، زناکاری بدفعلی، بدنگاہی، حرام خوری، غیبت چغلی گالی گلوج، فلم بینی، ناچ گانا اور گندے الفاظ منھ سے نکالنا وغیرہ سے دور رہنا ضروری ہے۔

(۵) ہمیشہ سچ بولے اور جھوٹ کے قریب نہ جائے اور ہمیشہ حلال و پاکیزہ روزی کھائے۔ حرام غذاؤں سے پرہیز کرے بلکہ اس کے قریب بھی نہ جائے۔

(۶) ہر عمل کو صرف حصولِ ثواب اور رضائے الٰہی کی نیت سے کرے کہ ریاکاری اور نام ونمود سے اعمال برباد ہوجاتے ہیں۔

(۷) اپنے ظاہر وباطن کو صاف ستھرا رکھے۔ گناہوں کی گندگی سے اپنے آپ کو بچاتا رہے توبہ کی کثرت کرے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ رحمت میں عقیدت ومحبت کے ساتھ درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتا رہے۔ (اوراد واشغالِ اشرفیہ)

نوری عملیات: (۱) امام بیہقی کی روایت ہے کہ جو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گھر اور اس کے آس پاس کے اہلِ خانہ کو امن دیتا ہے۔
(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

(۲) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک

شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ گھر میں کسی چیز میں برکت نہیں ہوتی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم آیۃ الکرسی نہیں پڑھتے؟ جس کھانے اور سالن پر تم آیۃ الکرسی پڑھ لوگے اللہ تعالیٰ اس کھانے اور سالن میں برکت دے گا۔۔(تفسیر در منثور ص ۳۲۲)

(۳) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ قرآن میں تیس آیت کی ایک سورۃ ہے جو مسلمان اس کی تلاوت کرے گا وہ اس کے لئے خدا کی بارگاہ میں اتنی شفاعت کرے گی کہ اس کی بخشش ہوجائے گی۔ وہ سورۃ ''تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ'' ہے۔
(ترمذی جلد ۲ ص ۱۳)

(۴) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ہر رات کو جب بستر پر تشریف لاتے تو سورۃ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) وسورۃ فلق (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) اور سورۃ ناس (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) مکمل پڑھ کر ہاتھ کی دونوں ہتھیلیوں پر دم فرماتے اس کے بعد جہاں تک ممکن ہوتا پورے بدن پر دونوں ہاتھوں کو پھیرتے تھے۔ تینوں مرتبہ ایسا ہی کرتے اور ہاتھ پھیرتے وقت سر چہرہ اور سامنے کے حصے سے شروع فرماتے تھے۔

(۵) سورۃ فاتحہ ہر مرض کا علاج ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک صحابی سے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف کی سب سے بڑی یعنی سب سے افضل سورۃ تمہیں بتلاؤں اور ارشاد فرمایا کہ وہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' ہے یہ سبع مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا۔ دوسری حدیث پاک میں ہے کہ سورۃ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے۔ اس سورۃ کا نام ''شافیہ'' اور ایک نام ''سورۃ الشفاء'' ہے اس لئے کہ یہ ہر مرض

کے لئے شفا ہے۔ (اورادو اشغالِ اشرفیہ ص: ۴۳)

(۶) جب کسی کا دل گھبرائے تو اول و آخر درود شریف کے ساتھ اس دعا کو اکیس مرتبہ پڑھے اور سینہ پر دم کرے۔ یَا اللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ دلِ ما را کُن مُستقیم بحقِ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔

(۷) لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (سورۃ الانبیاء، آیت: ۸۷، پ: ۱۷) تمام بلیات و آفات کے دفع کے لئے روزآنہ اکیس مرتبہ اول و آخر درود شریف کے ساتھ پڑھیں۔ اگر ہوسکے تو سو مرتبہ پڑھیں بہت مجرب ہے۔

(۸) ''اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ'' دل کی راحت کے لئے روزانہ اکیس مرتبہ اول و آخر درود شریف کے ساتھ پڑھیں۔ خاص کر دل کے مریض حضرات اس کا ورد بار بار کریں اور سینے پر بھی دم کرلیں۔

(۹) حَسْبِیَ اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ کا وظیفہ روزآنہ اول و آخر درود شریف کے ساتھ اکیس مرتبہ پڑھیں بہت خیر و برکت حاصل ہوگی۔

(۱۰) فجر کی نماز کے بعد ''یَا عَزِیْزُ یَا اللّٰهُ'' سو بار پڑھیں۔
ظہر کی نماز کے بعد ''یَا كَرِیْمُ یَا اللّٰهُ'' سو بار پڑھیں۔
عصر کی نماز کے بعد ''یَا جَبَّارُ یَا اللّٰهُ'' سو بار پڑھیں۔
مغرب کی نماز کے بعد ''یَا سَتَّارُ یَا اللّٰهُ'' سو بار پڑھیں۔
عشاء کی نماز کے بعد ''یَا غَفَّارُ یَا اللّٰهُ'' سو بار پڑھیں۔
اول و آخر تین بار درود شریف۔ برکات بے شمار ہیں۔

اہلسنّت والجماعت کی حقّانیت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ کے سوا تمام فرقے جہنمی ہوں گے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ گروہ کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جومیری اورمیرے صحابہ کی سنت پرعمل پیراہوگا۔(ترمذی شریف)

اسی لئے سنتِ رسول وسنتِ صحابہ پرعمل کرنے والے سوادِ اعظم (بڑی جماعت) کی اتباع کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت اور تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم سوادِاعظم (بڑی جماعت) کی اتباع کرو۔ اس سے جو الگ ہوا وہ تنہا جہنم میں بھیجا جائے گا۔(مشکوٰۃ شریف)

یہ سوادِ اعظم (بڑی جماعت) وہی اہلسنّت والجماعت ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ جماعت کے لئے اللہ کی مدد ہے۔ جوشخص جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔(ترمذی شریف)

حضرت اسماعیل بن ابراہیم فقیہ علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حافظ ابو احمد حاکم علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ کے نزدیک زیادہ نجات پانے والا گروہ کون سا ہے؟ فرمایا: اہلسنّت والجماعت۔

(شرح الصدور ص ۴۸۵)

بد مذاہب سے قطعِ تعلق کے احکام: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اگر مرجائیں گے تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ ان سے ملاقات ہوتو انہیں سلام نہ کرو۔ ان کے پاس نہ

بیٹھو۔ ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ۔ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔(صحیح مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، عقیلی، ابن حبان کی روایات کا مجموعہ)

حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ نہ تم ان کے پاس جاؤ اور نہ انہیں اپنے پاس آنے دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کردیں اور تم کو فتنے میں ڈال دیں۔(مشکوٰۃ المصابیح)

مسواک کے فضائل اوراس کے فائدے: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا دو رکعت نماز جس کے وضو میں مسواک کی گئی ہو ایسی ستر رکعتوں سے افضل ہے جس میں مسواک نہ کی گئی ہو۔(ابونعیم)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادفرماتے ہیں اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو ہر نماز کے لئے مسواک ضروری قرار دے دیتا۔(مشکوٰۃ باب المسواک بحوالہ اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۴)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ مسواک میں دس خوبیاں ہیں۔ (۱) مسواک منہ کو صاف کرتی ہے۔(۲) خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے۔(۳) فرشتوں کے لئے فرحت ہے۔(۴) نگاہ کو روشن کرتی ہے یعنی آنکھ کی بینائی تیز کرتی ہے۔(۶) دانتوں کو صاف رکھتی ہے۔(۶) مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔(۷) دانتوں کی زردی (پیلاپن) دور کرتی ہے۔(۸) کھانے کو ہضم کرتی ہے۔(۹) بلغم کو نکالتی ہے۔(۱۰) منہ کی بو کو پاکیزہ کرتی ہے۔

علماء کرام کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ مسواک کا استعمال نزع (موت کے وقت) میں آسانی پیدا کرتا ہے اور اس پر انھوں نے ام المومنین حضرت سیدتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث کو دلیل بنایا ہے کہ وقتِ وصال سرکارِ نامدار رسولوں کے سالار صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک استعمال کی تھی۔

(بخاری بحوالہ شرح الصدور ۹۴)

نیک بندوں کے لئے انعام: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی چیزیں تیار کر کے رکھیں ہیں۔ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی دل میں ان کا خیال گزرا۔ پھر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو۔ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ (سورۃ سجدہ) (ترجمہ: تو کوئی نہیں جانتا کہ میں نے ان نیک لوگوں کے لئے کیا (انعام) چھپا رکھا ہے۔ آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے)

(بخاری شریف کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ وانہا مخلوقۃ)

بخار اللہ تعالیٰ کی آگ ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے آپ کے ساتھ حضرت ابوہریرہ بھی تھے۔ اس مریض کو بخار کی شکایت تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ (بخار) میری آگ ہے اس کو میں اپنے مومن بندہ پر دنیا میں اس لئے مسلط کرتا ہوں تا کہ آخرت میں اس کے حصہ کی آگ کا بدل ہوجائے۔ (ابن ماجہ کتاب الطب باب الحمی) بحوالہ احادیث قدسیہ مصنف

اسید الحق محمد عاصم قادری ص ۱۷۶)

عالم اپنا علم ظاہر کرے: حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ جب فتنے یا بدمذہبیاں ظاہر ہوں تو فرض ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے تو اس پر اللہ عزوجل اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت۔ اللہ عزوجل نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ (الجامع لاخلاق الراوی وآداب بحوالہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ چہارم ص ۴۳۴ مطبوعہ مکتبہ المدینہ دعوتِ اسلامی)

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ بیشک جب لوگ کسی خلافِ شریعت بات کو دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں پر اپنا عذابِ عام بھیج دے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۴۳۶ بحوالہ مسائل القرآن ص ۱۸)

میرے کسی صحابی کو برا مت کہو: حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو میرے کسی صحابی کو برا بھلا کہتے ہوئے دنیا سے گیا۔ اس پر اللہ عزوجل ایک جانور مسلط فرمائے گا جو اس شخص کا گوشت نوچے گا اور وہ اس کی تکلیف کو قیامت کے دن تک محسوس کرتا رہے گا۔ (شرح الصدور ص ۳۰۴)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں۔ ان پر طعن و تشنیع جائز نہیں۔ حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ نسیم الریاض شرحِ شفا قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: ترجمہ: جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ

تعالیٰ بخش دے گا۔ اس سابقہ کے سبب جوان کو میری سرکار میں ہے۔ پھر ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ عزوجل ناک کے بل جہنم میں اوندھا کردے گا۔ یہ وہ ہیں جو ان لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے تو صاف طریقہ سے ارشاد فرمایا: **وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى** یعنی سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا پھر کسی کو کیا حق کہ ان میں سے کسی کے بارے میں طعن کرے اور ان سے بغض وعناد رکھے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

اسلامی عقیدہ: تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہلِ خیر وصلاح اور عادل ہیں۔ ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ اوّل مطبوعہ مکتبہ کلیمی اہلسنّت ناظر باغ کانپور ص ۷۳)

مشرکین کی مخالفت کرو: حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو۔ (بخاری شریف)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا مگر مجھے میرے رب نے حکم فرمایا کہ اپنی مونچھیں پست کروں اور داڑھی بڑھاؤں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۲۸ بحوالہ طبقاتِ ابن سعد)

سوال: وہابی کے جنازے کی نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہابی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاء کرام کے گستاخ کو کہتے ہیں اور ایسے گستاخ کی نماز جنازہ دانستہ (جان بوجھ کر) پڑھنا باعثِ کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (سراج الفقہا کی دینی مجالس ص ۱۵۵)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ دیوبندی امام کے پیچھے نماز

پڑھنا قصداً ان کے عالم سے نکاح پڑھوانا، ان کے مدرسے میں چندہ دینا، یا قربانی کا گوشت دینا لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جتنی باتیں سوال میں ہیں سب ناجائز ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ دیوبندیوں کا مذہب الگ ہے ہمارا مذہب الگ، ان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز وگناہ ہے اور ان سے نکاح پڑھوانا ناجائز وگناہ ہے اور ان کو قربانی کا گوشت دینا ناجائز وگناہ ہے اور ان سے قربانی کا گوشت لینا اور استعمال میں لانا بھی ناجائز وگناہ ہے کیوں کہ جو قربانی کرتے ہیں وہ ہمارے لئے حلال نہیں بلکہ وہ ہمارے لئے مردار ہے۔ تو نہ دینا جائز اور نہ لینا جائز ان کا مذہب الگ اپنا مذہب الگ۔ آپ ان سے دور رہیں۔ (سراج الفقہاء کی دینی مجالس ص ۶۲)

کالا خضاب یا کالی مہندی کا استعمال ناجائز وحرام ھے:

☆ حدیث پاک میں ہے جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منھ کالا کرے گا۔ (مجمع الزوائد کتاب اللباس)

☆ حدیث پاک ہے: اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے بوڑھے کوے کو (جو سفید بال کالا کرے) (کنز العمال کتاب الزینۃ والتجمل)

☆ حدیث پاک ہے زرد خضاب مومن کا ہے اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا ہے۔ (مجمع الزوائد بحوالہ ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۲۹۶۔۲۹۷)

آخری گفتگو: مذکورہ بالا اقتباسات مختلف عناوین پر مشتمل رنگ برنگ دینی و اسلامی فکر ونظر کا خوبصورت گلدستہ ہے۔ جو مختلف انداز کی خوشبو اور مہک سے خود بھی معطر ہے اور اپنے قارئین کو بھی معطر ومعنبر بنا رہا ہے۔ بقولِ شاعر

کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک ہے

یہ تحریریں بنیادی طور پر اسلامی عقائد ونظریات کا مظہر ہیں۔ اس مختصر تحریر میں مختلف موضوعات کو یکجا کرنے کی صرف اس لئے کوشش کی ہے تاکہ قارئین حضرات زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کریں۔ اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے اسے عملی زندگی میں داخل کریں۔

ممدوحِ مکرم والدگرامی مولانا محمد امام الدین قادری علیہ الرحمۃ کی پوری زندگی اللہ عزوجل اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان واحکام کے مطابق گزری ہے۔ ان کی زندگی کا لمحہ لمحہ اسلافِ کرام، اولیاءِ عظام اور صلحاءِ امت کے معمولات کا آئینہ دار رہی ہے۔

یقیناً ان کی زندگی قابلِ تحسین وتبریک قابلِ تقلید اور نمونۂ عمل ہے اور کیوں نہ ہو کہ انھوں نے اپنی پوری زندگی رضائے الٰہی اور دینِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔

آپ کی ذات ہدایت ورہنمائی کے معاملے میں مرجعِ خواص وعوام رہی ہے۔ ان کی خدماتِ عظیمہ وجلیلہ بارگاہِ الٰہی وبارگاہِ رسالت پناہی میں مقبولیت ومحبوبیت کی منزل پر فائز ہے۔ فالحمدُللہ علیٰ ذالِکَ

آیئے ہم سب مل کر عہد کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوبین ومقبولین کے وسیلے سے ایک اور نیک بننے کی توفیق عطا فرمائے اور درویش صفت عالم ربانی علیہ الرحمۃ کی زندگی کو نمونۂ عمل بناتے ہوئے ہمیں صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے اور ان کا فیضان تاقیامت جاری وساری رہے ہمیں دینِ اسلام ومذہبِ اہلسنّت والجماعت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کا شیدائی اور سچا جانثار وغلام بنائے آمین۔ ثم آمین

☆☆☆

انوارِ حیات

عالم ربانی حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ

محمد امام الدین قادری مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان

حیات وخدمات

(۱۹۳۶ء - ۲۰۲۰ء)

محمد شہاب الدین نوری
متعلّم الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

عالمی شہرت یافتہ دانش گاہ الجامعۃ الاشرفیہ کے جن نامور علمائے کرام اور فرزندان نے ہندوستان کی سرزمین پر علم وفن، صدق وصفا، اخلاقیات واصلاحیات اور فضل وکمال کا دبستان آباد کیا اور اپنی شبانہ روز کی محنتِ شاقہ سے اس کے حسن ودل کشی میں چار چاند لگائے، ان حضرات میں ایک امتیازی نام، عالم ربانی حضرت مولانا محمد امام الدین قادری مصباحی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جنھوں نے تاجر ہوتے ہوئے تاحین حیات فروغ علم اور خدمتِ دینِ متین سے اپنا رشتہ مضبوط رکھا۔

نام وتاریخ ولادت: آپ کا نام ''محمد امام الدین بن الحاج حافظ اسماعیل رحمہما اللہ ہے اور تاریخِ ولادت ۱۹؍صفرالمظفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱؍مئی ۱۹۳۶ء بروز دوشنبہ ہے۔

خاندانی حالات: آپ کے آباء واجداد کا مسکن ''مبارک پورٹانڈہ'' ضلع امبیڈکر نگر تھا، مخصوص وجوہات کی بنیاد پر وہاں سے بسکھاری شریف (متصل کچھوچھہ

مقدسہ)منتقل ہوگئے پھر آپ کے والد ماجد نے یہیں مستقل سکونت اختیار کی اور آپ کی پرورش و پرداخت بھی یہیں ہوئی ، یہ محبوب یزدانی، غوث العالم، تارک السلطنت سید اوحدالدین مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کا دیار پاک ہے اور جو آپ کے فرزندانِ معنوی خانوادۂ اشرفیہ کی جائے سکونت ہے جن کے فیضان سے ایک عالم مالا مال ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اسی مردم خیز اور مبارک قصبہ بسکھاری شریف میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت کے چند اہم نقوش: کسی بھی عظیم شخصیت کے لیے اعلیٰ تعلیم وتربیت اور کردار وعمل کی پختگی بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے، اور اس کا علم وفضل بھی اس کی شناخت بنتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار آپ کی تعلیم وتربیت میں بڑے کوشاں اور چست رہتے تھے، کڑی نگرانی رکھتے ، بے موقع زبان کھولنے پر سختی کے ساتھ منع کرتے۔

آپ نے ناظرہ قرآن مجید مقامی مکتب میں ختم کیا اور چند سال میں رسمی تعلیمات کی تکمیل کے بعد ضلع امبیڈکر نگر کے مشہور قصبہ جلالپور کے ایک مدرسہ میں داخلہ لیا اور وہیں گلستاں، بوستاں کافیہ، شرح عقائد اور ملاحسن جیسی عربی وفارسی کی کتابیں پڑھیں۔ جو پڑھا محنت سے پڑھا یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی جماعت میں امتیازی شان کے مالک تھے۔ نیز آپ کی علمی لیاقت اور دور اندیشی کے سبب بھی طلبہ آپ کا احترام کیا کرتے تھے اور علم دوستی اور اخلاقی بلندی کے لحاظ سے آپ متعارف بھی تھے۔

آپ کو پہلے ہی سے اعلیٰ تعلیمات حاصل کرنے کا شوق تھا اور یہاں رہ کر آپ

کی علمی تشنگی نہیں ختم ہوسکتی تھی لہٰذا آپ نے دنیائے اہلسنّت کی عظیم دینی درس گاہ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ کا رخ کیا جو اپنے آغوش میں علوم وفنون کا سرچشمۂ تحقیق وتدقیق لئے ہوئے تشنگانِ علومِ اسلامیہ کو ایک زمانے سے سیراب کررہا ہے اور آج یہ تعلیمی واصلاحی میدان میں اپنے تاریخی کاموں کی بدولت دنیائے اسلام کی دھڑکن اور ایک عظیم تعلیمی، تہذیبی اور عالمی مرکز بن چکا ہے۔

آپ کے اسی علمی وفطری ذوق وشوق نے مجموعی طور پر آپ کو اکتسابِ علوم تحصیلِ فنون کا ایسا خوگر وشیدا بنادیا کہ علماء ومشائخ کی بارگاہِ علم میں زانوئے ادب تہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا، چند سال کے بعد اس تراش وخراش سے علم وفن کا جو جوہر دنیائے سنیت کے سامنے آیا اس نے دلوں کو محبت وعقیدت کا گرویدہ بنادیا، آپ کی شخصیت سازی اور علمی کرم نوازی میں جن حضرات کا نام آتا ہے ان میں سرفہرست ’’جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ والرضوان‘‘ ہیں کہ بے شمار تلامذہ وشاگرد کے ذہن وقلوب ظاہر وباطن جن کی تعلیمات اور ارشادات اور ہدایات کا مظہر ہیں۔

دیگر ذوی الاحترام اساتذہ یہ ہیں۔

(۱) بحر العلوم حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ
(۲) شیخ المعقولات والمنقولات حضرت حافظ عبدالرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ
(۳) ادیب شہیر مولانا محمد مظفر حسن ظفر مبارک پوری
(۴) شیخ المعقولات حضرت مولانا قاضی محمد شفیع اعظمی علیہ الرحمہ
(۵) شیخ القراء حضرت قاری محمد یحییٰ مبارک پوری علیہ الرحمہ

یہ وہ حضرات ہیں جن کی صحبتِ کیمیا اثر کے گہرے اثرات آپ نے قبول کیے جس کی وجہ سے آپ کے اندر حق پسندی اور حق بیانی کے اوصاف وجواہر رونماں ہوئے بالآخر ''جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ والرضوان'' اور دیگر مشاہیر اساتذہ اور اکابر علمائے اسلام کے مقدس ہاتھوں ۱۹۵۸ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے، گویا بزبانِ حال گویا تھے:

تیری چادر میں پایا ہم نے عکسِ گم شدہ اپنا
تیری چوکھٹ پہ پہنا ہم نے اپنا تاجِ مصباحیؔ

جہانگیر گنج میں تشریف آوری: اس مختصر سی مدت میں حضور حافظ ملت محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کی مجموعی توجہات وعنایات نے آپ کو کامیابی اور سعادت مندی کی ضمانت دے دی، حضور جلالۃ العلم حافظ ملت نے آپ سے ارشاد فرمایا: '' آپ جہانگیر گنج جا کر ایک مدرسہ کی ذمہ داری سنبھال لیں جس کی حالت ابتر ہوتی چلی جارہی ہے۔ نہ وہاں کوئی نظم وضبط ہے اور نہ ہی تعلیم وتربیت کا معقول انتظام''

لہٰذا آپ نے استادِ گرامی کے اس حکم پر ''سمعنا و اطعنا'' کہا اور جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج تشریف لائے، وہاں کے اطراف واکناف اور مدرسہ کے انتظام وانصرام کا جائزہ لیا تو واقعی دل کو بڑا دھچکا لگا کیوں کہ وہابیت اپنی تمام تر حربوں کے ساتھ ان علاقوں میں پنپ رہی تھی، اس بارے میں حضرت خود لکھتے ہیں کہ: ''میرے جائزہ کے بعد جب یہ معلوم ہوا کہ وہابیت اور دیوبندیت اپنی پوری طاقت کے ساتھ مصروفِ کار نظر آرہی تھی اور یہ کام بڑے منظم اور عیاری وخاموشی کے

ساتھ نشر ہو رہا تھا اور مدرسہ کا نظم ونسق بھی کچھ خاص نہ تھا تو میں نے ایسے تاریک اور غیر مانوس ماحول میں خدائے وحدہ لاشریک پر توکّل کر کے، اس کے حبیب سرور کائنات ﷺ کے نظرِ کرم کے سہارے اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے زیر سایۂ فیض کام شروع کر دیا۔''

چند ہی دنوں میں آپ کی شبانہ روز کی سعی پیہم نے وہ اثر دکھایا کہ مدرسے کے نظم وضبط میں سدھار ہونے لگا اور خوب بہتر ہو کر تعلیمی سلسلہ کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ بفضلہٖ تعالیٰ دو ڈھائی سال کی محنت ومشقت سے مقامی طلبہ کی ایک جماعت حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ بابرکات میں پیش کر کے مدرسہ جامعہ اشرفیہ میں داخلہ کرایا۔ اور اس مدرسہ کی ترقی وشہرت میں چار چاند لگنا شروع ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے حضور حافظ ملت کی نگاہِ فیض بخش نے اپنی قلبی دعاؤں اور بھرپور اعانت سے اتنا فروغ بخشا کہ آج وہ مدرسہ قرب وجوار کا مرکزی اور مثالی ادارہ بن چکا ہے۔

دوسرا عظیم کارنامہ قابلِ ذکر ہے کہ اطراف وجوانب میں پاؤں پسارتی اور مختلف حربوں سے پنپتی ہوئی وہابیت پر بریک لگ گیا اور قرب وجوار کی آبادیوں میں علمائے اہلسنّت اور حفاظ کی اچھی خاصی تعداد نظر آنے لگی، دیگر مدارس ومکاتب بھی ادارۂ ہٰذا سے منسلک ہو کر سنیت کے فروغ کے لیے شب وروز مصروفِ عمل ہیں، بلا شبہہ ان تمام کامیابیوں کا سہرا حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے سر ہے جن کی نگاہِ فیض و کرم نے صحرا کو گلستانِ چمن بنا ڈالا۔

حضرت مولانا محمد امام الدین مصباحی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بعض گھریلو مجبوریوں اور پریشانیوں کے باعث مدرسہ عربیہ اظہار العلوم (جہانگیر گنج، امبیڈکر نگر) سے

مستعفی ہوکر مستقل طور پر اپنے گھر ہی پر رہنے لگے اور یہیں (یعنی بسکھاری شریف میں) آبائی پیشہ کپڑوں کی تجارت شروع کر کے اسی میں مصروف ہوگئے اور تادمِ آخر آپ کا مشغلہ تجارت ہی رہا۔

نکاح اور اولاد: بسکھاری شریف واپس آنے کے بعد ایک نیک سیرت نیک صورت اور پاکیزہ خاتون مسماۃ رابعہ خاتون بنت الحاج حافظ محمد رمضان علیہ الرحمہ کچھوچھہ شریف سے آپ کا نکاح (تقریباً ۱۹۶۰ء میں) ہوا، ماشاء اللہ خاتون بہت صابرہ وشاکرہ تھیں، اوصافِ حمیدہ وصفاتِ جمیلہ سے متصف تھیں ان کا انتقال پُر ملال ۷/ نومبر ۲۰۰۷ء میں ۶۵ سال کی عمر میں ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو دولتِ علم وعمل اور زہد وتقویٰ سے نوازا وہیں علم دوست اولاد کی نعمتوں سے بھی خوب خوب سرفراز فرمایا ہے، آپ کی کل اولاد ۱۰ ہیں۔ جن میں پانچ اولادِ ذکور اور پانچ اولادِ اناث ہیں جن میں ایک صاحبزادی کا انتقال زمانہ طفولیت ہی میں ہوگیا تھا اور بقیہ کے اسما درج ذیل ہیں۔

(۱) مولانا انوار احمد مصباحی (۲) مولانا غفران احمد برکاتی (۳) مولانا محمد جلال الدین قادری (۴) مولانا محمد فرید الدین مصباحی (۵) حاجی محمد نور الدین قادری (۶) صالحہ خاتون (۷) آمنہ خاتون (۸) عارفہ خاتون (۹) ام حبیبہ (حفظھم اللہ تعالیٰ)

تحریری اور تقریری خدمات: میری ملاقاتی گفتگو کے دوران حضور شیخ الاسلام سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی نے بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر و تالیف کا شغف زمانۂ طالب علمی ہی سے تھا، آپ نے متعدد موضوعات پر بہت سے

اہم مقالات تحریر فرمائے ہیں، آپ کی تحریریں ''نوری کرن'' اور ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور و پیغامِ اشرف کچھوچھہ شریف میں شائع ہوئیں اور '' حافظ ملت کا فیضانِ نظر'' بھی آپ کی تحریرات میں نمایاں ہے نیز وہابیت اور دیوبندیت کے گمراہ کن دام وجال سے نجات' باطل پرستوں کی حقیقت شناسی اور عوام کی اصلاح وواقفیت کی خاطر ایک کتاب بنام'' وہابی دھرم کی حقیقت'' آپ کی تصنیف کردہ ہے اور مختلف حالات میں بہت سے مقالات ومضامین بھی شائع ہوئے ہیں چند اور کتابیں بھی منتظرِ طباعت واشاعت ہیں۔ جنھیں دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بہترین مصنف ہونے کے ساتھ آپ کے اندر تصلب فی الدین کی صفت بھی بامِ عروج پر تھی۔

حضرت کا اصل مشغلہ اگرچہ تجارت تھا لیکن باکمال عالم دین اور بہترین تاجر ہونے کے ساتھ بلند پایہ خطیب بھی تھے، بسکھاری شریف اور قرب وجوار میں بارہا آپ کی تقریریں ہوتی تھیں جس میں آپ کا پُرمغز خطاب ہوتا اور موضوع کی مناسبت سے قرآن وحدیث اور اقوال وآثارِ سلف سے استدلال کرتے ہوئے برجستہ اور بے تکلف تقریر فرماتے تھے جس میں آپ عام فہم دل پذیر اور دل کش تقریر کرتے تھے، جہاں آپ کی تقریر سے اسلامی تعلیمات کی اشاعت ہوئی وہیں آپ کی تقریر نے علومِ اسلامیہ سے بیگانہ افراد کو اسلامی افکار وعقائد سے روشناس کرانے میں بھی ایک اہم اور عظیم کردار ادا کیا۔

بیعت وخلافت: بیعت وارادت کوئی صدی دوصدی قبل کی ایجاد واختراع نہیں، اس کی اصل زمانۂ نبوی سے ملتی ہے، جب تک بندہ کسی مرشدِ کامل کے دستِ حق پرست پر توبہ کرکے اپنی پوری خودی سپرد نہیں کرتا وہ راہِ وصول وسلوک کی دشوار

کن وادیاں طے نہیں کرسکتا اور انتھک محنت کے بعد بھی بارگاہِ صمدیت میں باریابی حاصل نہیں ہوتی ،اسی لئے صوفیہ فرماتے ہیں کہ ’’کسی صاحبِ دل شیخ طریقت کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھنا ضروری ہے۔‘‘ اسی عملِ خاص کو اہل تصوف بیعتِ توبہ وتقویٰ کا نام دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے سلوک ومعرفت کی راہ میں مکمل روحانی باریابی حاصل کرنے کے لیے ۱۹۷۲ء میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی سرزمین پر تاج دارِ اہلسنّت شیخ المشائخ پیکرِ زہد وتقویٰ حضرت علامہ الشاہ حضور مفتیٔ اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرفِ بیعت وارادت حاصل کیا شیخ موصوف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی حنفی علیہ الرحمہ کے شہزادۂ اصغر، اپنے زمانے کے فردِ فرید، علومِ نقلیہ کے تاجدار اور علومِ عقلیہ کے غوّاص تھے علم و فضل کا آفتابِ جہاں تاب تھے۔

یہ بھی ایک ضابطہ ہے کہ ہر مرید جو متقی، متبعِ سنت اور ظاہر کے ساتھ ساتھ اپنا باطن بھی پاکیزہ رکھتا ہو وہ خلافت واجازت کا اہل ہوتا ہے اور اسے خلافت سے نوازدیا جاتا ہے اسی لئے آپ کے پیرومرشد حضور مفتی اعظم ہند کے ایک خلیفہ ’’پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا مفتی انوار الحق صاحب قبلہ دام ظلۂ العالی بریلی شریف نے آپ کو وفات سے چند سال پہلے خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا ہے۔

سفر حرمین شریفین اور والد بزرگوار کا سفر آخرت:

یوں تو حج کی سعادتوں اور برکتوں سے مشرف ہونے کی تمنا ہر مومن کے دل میں ہوتی ہے کیوں کہ حج جہاں تمام گناہوں سے پاک ومنزہ کردیتا ہے وہیں مومن حاجی اس بہانے سرکارِ دوعالم ﷺ کے روضۂ پرانوار کی زیارت کرکے ’’من زار

قبری وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعتی‘‘ کے فیضانِ کرم سے مالامال بھی ہوتا ہے اسی کا اظہار اپنے شعر میں اعلیٰ حضرت امامِ عشق ومحبت نے یوں کیا ہے ؎

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے
اصلِ مراد حاضری اس پاک در کی ہے

حضرت مولانا محمد امام الدین مصباحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دومرتبہ زیارتِ حرمین شریفین کی برکتوں سے فیضیاب ہوئے پہلی مرتبہ جب سفر کی تیاری میں تھے تو جامع مسجد جاکر کے جمعہ کے وقت سب سے قصور کی معافی چاہی اور اپنے حقوق سے رعیت کو بری کیا اور اسی طرح ۱۹۷۶ء مطابق ۱۳۹۵ھ کو مع اہلیہ مرحومہ اور صاحبزادہ اصغر مولوی نورالدین کے روانہ ہوئے پھر حج وزیارت سے مشرف ہوکر اپنے وطن واپس تشریف لائے۔

چند سال بعد ۱۰؍جنوری ۱۹۸۴ء مطابق ۳؍شوال ۱۴۰۴ھ میں آپ کے والد بزرگوار حافظ محمد اسماعیل تقریباً ۸۰؍برس کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور دوسری مرتبہ آپ نے پھر سامانِ سفر باندھا اور ۲۰۰۱ء میں حج وزیارت کی شرف یابی کے لئے روانہ ہوگئے اور دیارِ حرم کی آبلہ پائی فرماکر وطن واپس آئے۔

وصال پُرملال: آپ کی وفات بسکھاری شریف میں ۱۳؍محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۲؍ستمبر ۲۰۲۰ء کو بروز بدھ تین بجکر تیس منٹ پر ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۸۴ سال تھی۔ یہ افسوس ناک خبر جیسے ہی اطراف وجوانب میں عام ہوئی ہر طرف غم و آلام کا ماحول پیدا ہوگیا سب پر کچھ دیر کے لئے خاموشی طاری رہی بطور خاص جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور جامعہ عربیہ اظہار العلوم کے تمام ترشعبوں میں رنج وغم کی لہر دوڑ

گئی پھر نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ جوق در جوق آپ کی طرف کھنچے چلے آرہے تھے اس طرح آپ کے محبین و متعلقین کا ایک انبوہِ کثیر جمع ہوگیا۔

تجہیز و تکفین کے بعد جب جنازہ کا مسئلہ درپیش آیا تو کثرتِ اژدہام کے سبب جگہ کی تنگی نظر آئی اور (COVID-19) کرونا کے سبب حکومت کی پابندی بھی پیش نظر تھی اس طرح ایک ہی مرتبہ میں سبھوں کا نماز جنازہ پڑھنا تقریباً غیر ممکن تھا لہٰذا تین بار میں نماز جنازہ ادا کی گئی (حضرت مفتی بدر عالم مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، حضرت علامہ شاہ عبدالحفیظ سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ، حضرت مولانا سید شاہ فخر الدین اشرف سجادہ نشین حضور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ نے یکے بعد دیگرے نمازِ جنازہ پڑھائی) آپ کی تدفین حسبِ وصیت آپ کی ماں کے قدموں کے نیچے ہوئی۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆

درود پاک کی رحمت و برکت

حضور نبی پاک ﷺ کا فرمان عالیشان ہے مَنْ صَلَّی عَلَیَّ صَلاۃً صَلَّی اللہ علیہ بِھَا عَشْرًا ۔ یعنی جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ عزّوجل اس کے بدلے اس پر ۱۰ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (شرح الصدور ص ۵۰۰)

عظمتِ والدین

قارئین کے نام

خصوصی پیغام

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ میں نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا فرمایا ہے اس لیے انسان کو چاہئے کہ زندگی کی جو عظیم نعمت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس کی عبادت و بندگی میں گزاردے۔

یادرکھیں کہ انسان پیدا ہوا ہے تو اسے اس دنیا سے رخصت بھی ہونا ہے کہ ہر جاندار چیز کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں حاضر بھی ہونا اور زندگی کے جتنے اعمال نیک و بد کئے ہیں سب کا حساب و کتاب دینا ہے۔ ربِّ کائنات کا فرمان عالیشان ہے کہ کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اسے یونہی بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔ (القیامۃ آیت:۳۶، پ:۲۹) نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ دنیا میں جتنے بھی اچھے اور برے اعمال کئے ہیں سب بارگاہِ الٰہی میں پیش ہونے ہیں۔

یہ بھی قدرت کا ایک نظام ہے کہ اولاد کی پیدائش والدین کے ذریعے اور وسیلے سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھیں وہ خالقِ کائنات ہر شی پر قادر ہے چاہے تو بلا

ماں باپ کے بھی پیدا کرے۔ مگر اس کی طرف سے ایک قانونِ فطرت ہے جو قیامت تک کے لیے نافذ ہے۔

اولاد کے لئے اس دنیا میں والدین جیسی نعمت ورحمت نہیں مل سکتی۔ اور والدین کی طرف سے اولاد کے اوپر جو سایۂ شفقت ہوتا ہے اس کی بھی مثال نہیں مل سکتی۔ اسی لئے قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے والدین کریمین کے ادب واحترام کے تعلق سے فرمایا: جس کا مفہوم یہ ہے کہ: ''ماں باپ کے ساتھ بھلائی اور شفقت کے ساتھ پیش آؤ یہاں تک کہ اگر والدین میں سے دونوں یا ایک بوڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو۔ اگر ان سے بات بھی کرنی ہو تو بہت ہی نرمی اور رحمدلی کے ساتھ کرو۔ اور ماں باپ کے لئے اپنے دونوں بازوؤں کو اس طرح پھیلائے رکھو کہ وہ رحمت ومروّت اور پاسداری کا مظہر ہو اور والدین کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح دعا کرو۔ یا الہ العالمین! جس طرح انھوں نے رحمت وشفقت پیار ومحبت سے بچپن میں مجھے پالا ہے ایسے ہی ان پر تو اپنی طرف سے رحم وکرم فرما اور ان پر اپنی رحمتوں برکتوں عنایتوں کی بارش فرما۔''

یہ ہے اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب قرآن مقدس کی جانب سے دنیا کے تمام اولاد کے لئے ہدایت ورہنمائی کا بہترین نمونہ اس سے اچھا نمونہ والدین کے ادب واحترام اور ان کی خدمت کرنے کے حق میں کہیں نہیں مل سکتا۔

لہٰذا اے مسلمانو! اپنے ماں باپ کی قدر وقیمت کو پہچانو انھیں ذرّہ برابر تکلیف نہ دو بلکہ خود تکلیف برداشت کرلو ان کی ہمیشہ خدمت کرو۔ ان سے دعائیں لو کہ ان کی دعائیں بارگاہِ الٰہی میں بہت مقبول ہیں۔ ان کی بددعاؤں سے بچو کہ ان کی بددعا دنیا و

آخرت میں ہلاکت وبربادی کا سامان بن جاتی ہے۔ ماں باپ اگر راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوتا ہے۔ اگر ماں باپ ناراض ہوں تو اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے اگر آپ کے ماں باپ باحیات ہوں تو آج ہی سے توبہ کیجئے۔ ان سے معافی مانگئے ان کی خدمت کرنا اپنے اوپر لازم کرلیجئے۔ ماں کے تعلق سے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔

جب ہم اپنے والدین کریمین کی خدمت کریں گے ان کے ساتھ شفقت و رحمت کا برتاؤ کریں گے تو یقیناً ہم خالقِ کائنات کی جنت کے حقدار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے حبیب حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقہ وطفیل اپنے والدین کریمین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔ بجاہ النبی الامین الکریم ﷺ

از: جملہ فرزندان ودخترانِ عالمِ ربانی مولانا قادری علیہ الرحمۃ

☆☆☆

خیر وبھلائی سیکھنے سکھانے کی فضیلت

حضرت سیدنا کعب الاحبار علیہ رحمۃ الغفّار فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ خیر وبھلائی سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ کیوں میں بھلائی سیکھنے اور سکھانے والوں کی قبریں روشن کردوں گا، جس سے انھیں قبروں میں وحشت نہ ہوگی۔ (شرح الصدور ص ۲۸۶)

ابتدائی جھلکیاں

حضور حافظ ملت کی نظروں کا فیضان اور اندازِ تربیت

از: عالم ربانی مولانا محمد امام الدین قادری نوری مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان
سابق خطیب وامام اشرفی جامع مسجد بسکھاری

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ (الابراھیم آیت:۵) صدق اللہ العلی العظیم

آج یعنی ۲۰۲۰ء سے تقریباً ساٹھ سال قبل کی بات ہے جب یہ ناچیز مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں درجۂ فضیلت کا طالبِ علم تھا درمیان سال نیا بازار جہانگیر گنج ضلع فیض آباد (موجودہ امبیڈکر نگر) کے ایک ایسے مدرسے کے لئے جس کی حالت بے حد خستہ اور دگرگوں تھی درجہ پنجم تک کے لیے بمشکل ایک دو مدرس کا انتظام تھا اور ابتدائی عربی اور فارسی کی تعلیم کے لئے ایک ایسے عالم کا انتظام تھا جو گلستاں و بوستاں وغیرہ تک پڑھایا کرتے تھے اور مدرسہ کا پورا نظم ونسق صرف ایک آدمی ڈاکٹر عطاء اللہ عرف استاد کے حوالے تھا اسی مدرسہ کے لئے ایک مدرس کی ضرورت تھی۔ جس کے لئے جناب ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب حافظ ملت علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر

ہوئے۔ جلالۃ العلم حافظ ملت علیہ الرحمہ نے ڈاکٹر موصوف سے خطۂ جہانگیر گنج کے جائے وقوع اور دیگر حالات وکوائف معلوم کرنے کے بعد مجھے طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ ڈاکٹر صاحب جہانگیر گنج سے آئے ہیں اور اپنے مدرسے کے لئے ایک مدرس مانگ رہے ہیں۔ جہانگیر گنج چوں کہ آپ کے اطراف وجوانب کا علاقہ ہے اس لئے آپ وہاں چلے جائیں اور مدرسہ کی ذمہ داری سنبھال لیں۔ میں نے ادب سے عرض کیا حضور میرے دورے کا سال ہے میری تعلیم کا کیا ہوگا۔ ارشاد فرمایا تم وہیں سے تیاری کرلوگے۔

میں نے پھر عرض کیا حضور وہاں کتابیں کہاں۔ فرمایا یہاں سے کتابیں لیتے جانا۔

بہر کیف مجھے تعلیم کے درمیان سال ہی جہانگیر گنج جانا پڑا وہاں جانے کے بعد میں نے مدرسہ کے نظم وضبط اور تعلیم وتربیت کا جائزہ لیا تو حالات بہت ابتر پائے نہ تو مدرسہ کا کوئی نظم وضبط تھا اور نہ ہی تعلیم وتربیت کا کوئی معقول انتظام اور جب میں نے قرب و جوار کی آبادیوں کا جائزہ لیا تو دل کر بڑا دھچکا لگا کہ کیوں وہابیت اپنی پوری شیطنت کے ساتھ ان اطراف کے اندر پنپتی ہوئی نظر آئی۔ اور بڑے منظم اور بڑی عیاری و خاموشی سئے وہابیت کی ترویج واشاعت میں وہابی مصروفِ عمل نظر آئے جس کے نتیجے میں اطراف کی ایک پرانی بستی وہابیت کی تبلیغ واشاعت کے لئے مرکزی حیثیت حاصل کرچکی تھی۔ اس کے برعکس اہل سنت وجماعت کو نہ تو کوئی عالم ہی نظر آتا تھا اور نہ ہی مذہبِ حق اہل سنت کی تبلیغ واشاعت کے لئے کوئی کام ہورہا تھا جس کے نتیجے میں سنی عوام اپنی لاعلمی اور سادگی کے باعث وہابیت کا شکار ہورہے تھے ایسے تاریک پرخطر غیر مانوس ماحول میں پہنچ کر خدائے قادر و قیوم پر مکمل بھروسہ اور اس کے

پیارے حبیب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نظرِ کرم کے سہارے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے زیر نگرانی کام شروع کر دیا۔

صرف ڈھائی سال کی صحبت کا اثر: جب آپ حالات کا جائزہ لیں گے تو حضور حافظ ملت کے کرامات وآثار کے جلوے ملاحظہ فرمائیں گے۔ جس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ راقم الحروف کو مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور کے اندر صرف ڈھائی سال کی قلیل مدت میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے زیر سایہ رہ کر تعلیم وتربیت کا موقع مل سکا۔

جب کہ اس سے قبل سات آٹھ سال کا تعلیمی وتربیتی سلسلہ وہابیوں کے مدرسہ میں رہا۔ اور یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ زندگی کے ابتدائی ادوار کے اندر انسانی ذہن و دماغ میں جو بات نقش ہوتی رہتی ہے وہ نقش کالحجر کی طرح بآسانی محو نہیں ہوتی۔ ایسے حالات اور حقائق کا علم رکھتے ہوئے بڑے سے بڑا دل گردے والا مفکر بھی کسی ایسے شخص کو جس کی تعلیم وتربیت کے زیادہ ایام بدنامِ زمانہ گمراہ گروہابیت کے زیر سایہ پروان چڑھے ہوں۔ صرف ڈھائی سالہ تعلیم وتربیت کے بعد کسی ایسے ماحول ومقام کے لئے جہاں کا پورا ماحول ومعاشرہ بگڑا ہوا ہو۔ خصوصاً وہابیت ونجدیت کے گندے اثرات سے فضا مکدّر ومتعفّن ہو چکی ہو بھیجنے کے لئے کسی قیمت پر آمادہ نظر نہیں آئے گا۔

اگر ایسا کر بھی دے تو حالات بجائے سدھرنے کے مزید خراب اور صورتحال مزید سنگین ہونے کے قوی امکانات ہوں گے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ معمارِ قوم وملت حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے نازک صورتحال میں اصلاحِ قوم ومعاشرہ کے لئے جو قدم اٹھائے اس میں عظیم الشان کامیابی اور آپ کے فیضانِ نظر اور حسنِ تربیت نے جو

جلوے دکھائے وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں اس طرح کی ایک دو ہی نہیں بلکہ ہزاروں مثالیں فراہم ہو سکتی ہیں نہ جانے کتنی سنگلاخ زمینوں کو آپ نے اپنی خداداد صلاحیت کے ذریعے ایسی زرخیز اور بارآور بنا دیا جہاں سے شب وروز **قال اللہ وقال الرسول** کے سرمدی نغمے پھوٹتے اور رشد وہدایت کے چشمے ابلتے رہتے ہیں۔

حضور حافظ ملت کا انداز تربیت: پُراثر حسنِ تربیت کا ایک واقعہ اور ملاحظہ فرمائیں۔ راقم الحروف اپنے ہم سبق ہمراہیوں کے ساتھ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے پاس بخاری شریف کی عبارت پڑھ رہا تھا، اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ اپنی عادتِ کریمہ کے مطابق سر جھکائے ہوئے عبارت سماعت فرما رہے تھے۔ درمیانِ عبارت ایک مقام پر حافظ ملت علیہ الرحمہ نے ٹوکا اور پوچھا کہ کیا پڑھا میں نے چند سطر ماقبل سے عبارت دوبارہ پڑھنی شروع کی۔ اپنی معمولات کے مطابق میں نے کوئی ایسی اعرابی غلطی نہیں کی تھی۔ بلکہ مجھے اعراب کی صحت پر مکمل اطمینان تھا اس لئے میں نے پہلے کی طرح عبارت پڑھی حضور حافظ ملت نے بڑے ہی پر وقار بارعب انداز میں حروف کے تلفظ کی درستی کی طرف توجہ مبذول فرمایا میرے ذہن کے سارے پرزے حرکت میں آگئے اور قلب کو بے پناہ خوشی اور مسرت حاصل ہوئی۔ پھر حروف کے تلفظ کو درست کر کے عبارت پڑھنی شروع کی۔

جبکہ آٹھ نو سال کی مدت کے اندر کبھی کسی مدرس نے درسی کتابوں کی عبارت خوانی کی طرف خاص توجہ نہیں فرمائی اور نہ ہی تلفظ پر کبھی گرفت فرمائی۔ اور عموماً مدارس کے اندر ہوتا بھی ایسا ہی ہے۔ الا ماشاء اللہ

لیکن حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی خصوصی تعلیم و تربیت کا انداز ہی نرالا تھا۔ آپ کی نگاہِ فیض رساں ہر طرح غلطیوں کی درستی کی طرف متوجہ رہا کرتی تھی۔ صرف عبارت خوانی ہی پر بس نہیں بلکہ ہر معاملے کی صحت و درستی کے لئے کچھ اس طرح کا پیارہ پُراثر اندازِ تربیت ہوا کرتا تھا۔

آپ ذرا اندازہ لگائیے کہ صرف ایک مرتبہ حروف کے تلفظ کی صحت کی طرف ذہن متوجہ فرمایا۔ تو اس کا یہ اثر ہوا کہ ہمیشہ کے لئے درسی غیر درسی تمام کتابوں کے حروف کے صحیح تلفظ کی طرف ذہن متوجہ رہنے لگا۔ اور بفضلہٖ تبارک وتعالیٰ بہترین ثمرہ بھی ہاتھ آیا کہ مقدس کتابوں کے پڑھنے کے وقت تلفظ کی صحت کا خاص خیال رہنے لگا۔ جس کی وجہ سے حتی المقدور عدمِ صحتِ تلفظ کے تمام گناہوں سے محفوظ و مامون ہوگیا۔

اتنا زمانہ گذرنے کے بعد بھی آج تک حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا وہ اندازِ تربیت ذہن و دماغ میں گردش کررہا ہے۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ابھی چند دن کی بات ہو۔

دینِ حنیف و مذہب حق اہلسنّت و جماعت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت اور اس کے فروغ کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا ہر طرح کی قربانی پیش کرنا، اور اپنے سراپا وجود اور پوری صلاحیت کو اس کے لئے وقف کردینا اور اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے زیادہ سے زیادہ وسائل و ذرائع پیدا کرنا یقیناً آپ کی زندگی کے انمٹ نقوش ہیں۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے جس طرح اپنی حیاتِ ظاہری میں دین کی بے

لوث خدمت وحمایت اور دشمنانِ دین کی سرکوبی فرمائی۔ اسی طرح آج بھی حیاتِ ظاہری سے روپوش ہوجانے کے بعد بھی حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی کے لئے امداد و اعانت فرمارہے ہیں۔ جس کے کثیر امثال وشواہد موجود ہیں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی بے مثال ترقی اور اکنافِ عالم میں اس کی شہرت اور کارکردگی وغیرہ اس کی زندہ و پائندہ مثال ہے۔ مزید مثال اور شواہد کے طور پر آپ بیتی پیش خدمت ہے۔

بسکھاری کے حالات: جب یہ ناچیز بعض مجبوریوں کی بنا پر مدرسہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج سے سبک دوش ہوکر مستقلاً اپنے گھر رہنے لگا تو یہاں کا حال میں نے ابتر و دگرگوں پایا۔ سنی عوام کی سادگی و لاعلمی و ناتجربہ کاری سے باطل پرستوں نے خوب خوب فائدہ حاصل کیا۔ رافضیت تو پہلے ہی سے سادہ سنی عوام کو اپنے لپیٹ میں لے چکی تھی۔ دوسری طرف وہابیت اور دیوبندیت بھی عوام میں اپنے زہریلے مواد گھول رہی تھی۔ اور گمرہی کے سنہرے جال بچھارہی تھی۔

مزید حیرت بالائے حیرت تو یہ کہ یہاں کے عوام وخواص بڑے بوڑھے تک کو اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے نام سے کچھ واقفیت ہی نہیں تھی۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں اس حقیر راقم الحروف نے سنّیت کے فروغ و استحکام کے لئے کام شروع کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں تنظیمِ اہلسنّت کے نام سے منظم طور سے کام کا آغاز ہوا۔

بفضلہٖ تبارک وتعالیٰ اس تحریک سے بڑا فائدہ ہوا۔ سنی عوام کے اندر بیداری پیدا ہونا شروع ہوئی۔ اور چند سال کی محنت و کاوش سے پوری آبادی کے اندر ایک خوشگوار بیداری کی لہر پیدا ہوگئی۔ مسجدوں میں نمازیوں کی کثرت سے جگہ تنگ پڑنے لگی جس کے باعث مسجدوں کی وسعت اور بعض خستہ حال مساجد کی مرمت اور دیگر نئ

مساجد کی تعمیر کا کام بھی تیزی سے شروع ہوگیا جس سے اہلِ باطل کی سینوں پر سانپ
لوٹنے لگے اور کلیجوں میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ اور سنیوں کی اس کامیاب
تحریک کو ختم کرنے کے لئے انھوں نے مل کر منظم سازشیں شروع کر دیں۔

مسرت کا اظہار: اسی دوران حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ جنھوں نے الجامعۃ
الاشرفیہ مبارک پور کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کر دی تھی اسی
سلسلے میں اپنی زندگی کے آخری ایام میں پیری اور بیماری کی حالت میں یہاں تشریف
فرما ہوئے ایک شب غریب خانے پر قیام فرمایا مسجدوں میں نمازیوں کی کثرت دیکھ
کر بہت خوش ہوئے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پابندی سے مسجدوں میں آنے سے
متعجب ہوئے۔ مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے کچھ سوالات بھی فرمائے اور کامیابی کا
راز معلوم کر کے اور بدمذاہب کی شرانگیزوں پر آگاہی کے بعد دعائیں بھی فرمائیں اور
تنظیمِ اہلسنّت کی طرف سے جو پوسٹر پمفلٹ وغیرہ چھپے تھے۔ اسے بھی ملاحظہ فرمایا
اور خوب خوب سراہا اور مزید کامیابی کے لئے خصوصی دعاؤں سے بھی نوازا جس کے
نتیجے میں کامیابی کی مزید راہیں کھلتی چلی گئیں۔

اسی اثناء میں بمقتضائے **کل نفسٍ ذائقۃ الموت** حضور حافظ ملت علیہ
الرحمہ تھوڑے عرصے کے بعد یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ کو وصال فرما گئے آپ کے
وصال پُرملال سے پوری دنیائے سنیت غموں کے اتھاہ سمندر میں ڈوب گئی۔

یہ ناچیز بھی غموں سے نڈھال مبارک پور پہونچ گیا، اور دیدار پُرانوار سے
فیضیاب ہوکر تجہیز و تکفین و دیگر رسوم میں شرکت کر کے گھر واپس آ گیا۔ یہاں معمول
کے مطابق تنظیمِ اہل سنّت کی سرکردگی میں کام ہوتا رہا۔ لیکن بدمذہبوں نے خاموشی

کے ساتھ اندر ہی اندر بعض سنیوں کو تنظیم سے برگشتہ کرنے کا کام بڑے مکارانہ اور
فریب کارانہ انداز میں شروع کر دیا۔ جس کے نتیجے میں بہت سے فتنوں نے سر ابھارنا
شروع کر دیا حتی کی بعض ارکانِ تنظیم بھی بدمذہبوں کا آلہ کار بن کر خوشگوار فضا کو مسموم
بنانے لگے۔ کچھ ایسا محسوس ہونے لگا کہ اب ساری کامیابیوں پر پانی پھر جائے گا
تنظیم کے مخلص ارکان بھی سست پڑنے لگے۔ میں بھی ایسے پُرآشوب ماحول سے
متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ادھر حضور حافظ ملت کی تقریب عرس کی تاریخ بھی قریب
آ گئی۔ میں اپنی انھیں سب پریشانیوں اور دینی الجھنوں کے سبب عرس کی تقریب میں
حاضر نہ ہوسکا جس کا بے حد افسوس تھا۔

حافظ ملت خواب میں: خدائے قادر و قیوم کی رحمت نے کرم فرمایا۔
قسمت بیدار ہوئی رات کو جب میں سویا عالمِ خواب میں اشرفیہ پہونچ گیا۔ بس عجیب
منظر نگاہوں کے سامنے تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ہر طرف حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ
کے عرس کی عجیب دھوم مچی ہوئی ہے، بے پناہ مجمع ہے، میں اپنے احباب اور متعلقین
سے ملتے ملاتے ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں میں نے دیکھا کہ بہت بڑا ہال ہے اور حضور
حافظ ملت علیہ الرحمہ بڑی متانت کے ساتھ رونق افروز ہیں اور حضرت کے سامنے
دوطرفہ لمبی قطار میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور حضور حافظ ملت اپنے مفید پند و نصائح
سے لوگوں کو فیضیاب فرما رہے ہیں اور درمیان میں لوگوں کو ضمنی سوالات کے جوابات
بھی مرحمت فرما رہے ہیں میں جب وہاں پہنچا تو حسنِ اتفاق کے مجھے حضور حافظ ملت
کے بالکل قریب بائیں پہلو میں بیٹھنے کی جگہ مل گئی۔

نہایت ہی ادب اور خاموشی کے ساتھ وہیں بیٹھ کر میں بھی بڑے اطمینان اور

سکون کے ساتھ حضور حافظ ملت کے فرمودات سے فیضیاب ہونے لگا۔ اتنے میں ایک سفید ریش بزرگ نے پانی سے لبریز ایک بڑا پیالہ حضور حافظ ملت کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر کچھ پڑھنے کے بعد تین مرتبہ دم فرمایا اس کے بعد وہ پیالہ میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے پیالہ اپنے ہاتھوں میں لے کر ان بزرگ کو دیکھنے لگا۔ جنھوں نے یہ پیالہ پیش کیا تھا۔ لیکن وہ بزرگ مجھے کہیں نظر نہ آئے تو میں نے بارگاہِ حضور حافظ ملت میں عرض کیا! حضور کیا اسے حاضرین میں تقسیم کردوں؟ ارشاد فرمایا کہ تم پیو۔ میں نے اپنی سمجھ کے مطابق سمجھا کہ شاید ابتداء مجھ سے ہے۔ بقیہ پانی حاضرین میں تقسیم کرنا ہوگا۔ اس لئے میں نے چند گھونٹ پانی پی کر پیالہ حافظ ملت علیہ الرحمہ کی طرف بڑھا دیا۔ معاً حافظ ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا تم سب پی جاؤ میں نہایت خوشی اور مسرت کے عالم میں پانی پی گیا۔ جس کا کیف وسرور بعد بیداری بھی محسوس ہوتا رہا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو چہرے پر بڑی بشاشت تھی۔ میرا اپنا پورا وجود بے پناہ خوشیوں سے معمور تھا۔ اس سے مجھے یہ یقین ہوگیا کہ حضور حافظ ملت کی نظر میری طرف ہے۔

قوم محفوظ ہوگئی: پھر میں حسبِ معمول اپنے نجی کاموں میں مصروف ہوگیا۔ اور تنظیم اہل سنت کی کارکردگی کی طرف بھی متوجہ ہوا مختصر جدوجہد کی اور بعض ارکان کی سست رفتاری بزدلی اور صلحِ کلیت کے باعث پرانی کمیٹی بھنگ کردی گئی نیا چناؤ عمل میں آیا اور رباحوصلہ اور بلند ہمت افراد پر مشتمل ایک نئی کمیٹی کی تشکیل ہوئی۔ ازسرنو تحریک تنظیم اہلسنّت کا کام بڑی سرگرمی سے شروع ہوا۔ نئے ارکانِ تنظیم کے حوصلے اور جوش وخروش قابلِ دید تھے۔

بحمدہٖ تعالیٰ جل وعلا بسکھاری کی سرزمین پر اس وقت سے لے کر آج تک اہل

سنّت و جماعت ہی کا بول بالا ہے۔ مجدد اعظم امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام سے جہاں لوگ واقف نہیں تھے اب انھیں کے نام کا ڈنکا بج رہا ہے کوچہ و بازار میں انھیں کا چرچا ہے۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ فی کل حال و علی کل حال

ایسے پُر آشوب اور بے حد خراب وخستہ ماحول میں جہاں کامیابی کی ساری راہیں ناکامی کے دبیز پردوں میں گم ہوچکی تھیں ہر طرف مایوسیوں کے سیاہ بادل چھا چکے تھے ایسے ناگفتہ بہ حالات میں کچھ ہی محنت ومشقت کے بعد یک بیک ایسے انقلاب کا رونما ہونا۔ اور حالات کا ایسی کروٹ بدلنا جس سے کامیابی کے سارے راستے خودبخود کھلتے اور پیدا ہوتے چلے گئے اور بدمذہبوں کے تمام فتنے مسدود ہوکر رہ گئے۔

یہ یقیناً حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے فیضانِ نظر کا کرشمہ اور آپ کی نگاہِ کیمیا اثر کا ثمرہ تھا۔ کہ جہاں ظاہری زندگی کے اندر اس کے جلوے دیکھے جارہے تھے وہیں بعدِ وصال بھی اس کے جلوے دیکھے جارہے ہیں غالباً پانی سے لبریز پیالہ دم فرما کر عطا فرمانے میں یہی حکمت ومصلحت تھی۔ جسکے نتائج وثمرات کامیابیوں سے عبارت ہیں۔

فالحمد للہ علیٰ ذالك والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ النبی الامی الکریم۔ وعلیٰ آلہٖ واولیاء اُمّتِہ اجمعین برحمتِكَ یاارحم الراحمین۔

☆☆☆

براد رانِ اسلام کی خدمت میں

مخلصانہ گزارش

(از: جلالۃ العلم حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ
بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور)

برادران اسلام! دنیا چند روزہ ہے، اس کی راحت ومصیبت سب فنا ہونے والی ہے، یہاں کی دوستی اور دشمنی ختم ہونے والی ہے، دنیا سے چلے جانے کے بعد بڑے سے بڑا رفیق وشفیق بھی کام آنے والا نہیں، مرنے کے بعد صرف خدا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کام آنے والے ہیں، سفر آخرت کی پہلی منزل قبر ہے، اس میں منکر نکیر آ کر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اسی کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مردے سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کی شان میں کیا کہتا ہے؟ اگر اس مردے کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت ہے تو جواب دیتا ہے کہ یہ تو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، ان پر ہماری عزت وآبرو اور جان ومال سب قربان؛ تو اس شخص کے لیے نجات ہے۔ اور اگر اسے حضور سے ذرّہ برابر کدورت ہے، دل میں آپ کی عظمت ومحبت نہیں ہے تو جواب نہیں دے سکے گا، یہی کہے گا کہ میں نہیں جانتا، لوگ جو کہتے تھے میں بھی کہتا تھا۔ اس پر سخت عذاب اور ذلت کی مار ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور کی محبت مدارِ ایمان اور مدار نجات ہے مگر یہ تو ہر مسلمان

بڑے زور سے دعوے کے ساتھ کہتا ہے کہ ہم حضور سے محبت رکھتے ہیں، آپ کی عظمت ہمارے دل میں ہے لیکن، ہر دعوے کے لیے دلیل چاہئے۔ ہر کامیابی کے لیے امتحان ہوتا ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرنے والوں کا یہ امتحان ہے کہ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کی ہیں ان سے اپنا قطعِ تعلق کریں، ایسے لوگوں سے نفرت اور بے زاری ظاہر کریں اگر چہ وہ ماں باپ اور اولاد ہی کیوں نہ ہوں، بڑے سے بڑے مولانا، پیر یا استاد ہی کیوں نہ ہوں، لیکن جب انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کیں تو ایمان والے کا ان سے کوئی تعلق باقی نہ رہا، ان کی گستاخیوں پر مطلع ہونے کے باجود اگر کوئی شخص ان کی عزت و احترام کرے، ان سے اپنا تعلق قائم رکھے اور ان سے نفرت اور بے زاری ظاہر نہ کرے تو وہ شخص اس امتحان میں ناکام ہے، اس شخص کو حقیقتاً حضور سے محبت نہیں، صرف زبانی دعویٰ ہے، اگر حضور کی محبت ہوتی تو ایسے لوگوں کی عزت ومحبت اور ان سے میل جول کا کیا معنیٰ؟

خوب یاد رکھو! پیر، استاد اور عالم کی عزت اور ان سے محبت صرف اسی وجہ سے کی جاتی ہے کہ ان کا تعلق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے اور آپ سے نسبت رکھنے والا ہے، مگر جب اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کی تو پھر اس کی کیسی عزت؟ اور اس سے کیسا تعلق؟ اس نے تو خود اپنا تعلق قطع کر لیا پھر مسلمان اس سے اپنا تعلق کیوں باقی رکھے گا؟

اے مسلمان! تیرا فرض ہے کہ تو اپنے آقا ومولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت پر مر مٹے، ان کی محبت میں جان ومال اور عزت وآبرو قربان کرنے کو

اپنا ایمانی فرض سمجھے، ان کے چاہنے والوں سے محبت، ان کے دشمنوں سے عداوت لازمی اورضروری جانے۔غور کرو کہ کسی کے باپ کو گالی دی جائے اور بیٹے کو گالی سن کر غیرت نہ آئے تو صحیح معنی میں وہ اپنے باپ کا بیٹا نہیں، اسی طرح اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہو اور امتی سن کر خاموش رہے، اس گستاخ سے نفرت اور بے زاری ظاہر نہ کرے تو صحیح معنی میں یہ بھی امتی نہیں، بلکہ ایک زبانی دعویٰ کرتا ہے جو ہرگز قابلِ قبول نہیں، مسلمان ٹھنڈے دل سے فیصلہ کریں اور اپنی صداقتِ ایمانی کے ساتھ انصاف کریں کہ ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو کیا تعلق رکھنا چاہئے، بلا رعایت اور طرف داری کے کہنا اور یہ بھی یاد رکھنا کہ اگر کسی کی شخصیت و مولویت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی رعایت کی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے میں نبی کے گستاخ کی طرف داری اور رعایت تمہارے کام نہیں آسکتی۔

(ماخوذ از: عقائد علماے دیوبند، از: حافظ ملت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ)

☆☆☆

محتاجی سے بچنے کا وظیفہ

خلیفہ چہارم شیرِ خدا، امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے سو مرتبہ روزانہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ پڑھا وہ دنیا میں محتاجی سے بچے گا۔ اسے قبر میں گھبراہٹ نہ ہوگی اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ (فردوس الاخبار بحوالہ شرح الصدور ص ۲۸۵)

دعا بہ بارگاہِ الٰہی

از: امام اہلسنّت، عظیم البرکت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل، شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
ساقیِ کوثر، شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرمہری پہ ہو جب خورشیدِ حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق، ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بے جا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتضیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِّ سلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائیں نیک ہم تجھ سے کریں
قدسیوں کے لب پہ آمیں ربّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا وشفیعنا محمد معدن الجود والکرم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔